بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیارت آفتاب

اہل سنت کی نگاہوں میں زیارت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام

محسن رجبی قدسی

مترجم: سید مجاہد حسین عالی نقوی

تصحیح : ڈاکٹر حیدر رضا ضابط

رجبی قدسی، محسن، ۱۳۵۵۔
[زیارت مھر: زیارت امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام از دیدگاہ اہل سنت۔ اردو]
زیارت آفتاب: اہل سنت کی نگاہوں میں زیارت امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام/محسن رجبی قدسی؛
مترجم سید مجاہد حسین عالی نقوی؛ تصحیح حیدر رضا ضابط۔ مشھد: بنیاد پژوھشھای اسلامی، ۱۳۹۲. ۱۳۲ص. فیپا. اردو
ISBN; 978-964-971-665-7

۱. علی بن موسی (ع)، امام ہشتم، ۱۵۳؟-۲۰۳ق. احادیث اہل سنت. ۲. علی بن موسی (ع) امام ہشتم، ۱۵۳؟-۲۰۳ق
زیارت. الف. نقوی، سید مجاہد حسین، مترجم. ب. ضابط، حیدر رضا، ۱۹۵۸-م، مصحح. ج. بنیاد پژوھشھای اسلامی. د. عنوان
۹۰۴۶ز ۳ر ۴۷/۲/ BP ۲۹۷/۹۵۷ کتابخانہ ملی جمہوری اسلامی ایران ۳۲۴۸۸۸۱

بنیاد پژوھشھای اسلامی
آستان قدس رضوی

زیارت آفتاب

اہل سنت کی نگاہوں میں زیارت امام علی بن موسی الرضا (ع)

محسن رجبی قدسی

مترجم : سید مجاہد حسین عالی نقوی

تصحیح : ڈاکٹر حیدر رضا ضابط

چھاپ اول ۱۳۹۲ / ۲۰۱۳ / ۲۰۰۰ تعداد قیمت: ۳۳۰۰۰ ریال
چھاپ وجلد سازی: مؤسسہ چاپ وانتشارات آستان قدس رضوی
www.islamic-rf.ir info@islamic-rf.

حق چھاپ محفوظ

فہرست

دیباچہ	۹
پیش لفظ	۱۱
فصل اول	۲۳
سیرت امام رضا علیہ السلام میں قرآن وسنت	۲۳
فصل دوم	۲۹
علم وشخصیّت امام رضا علیہ السلام اہل سنت کی نگاہوں میں	۲۹
ابن راھویہ (متوفی ۲۳۸ھ ق)	۳۰
حاکم نیشابوری (متوفی ۴۰۵ھ ق)	۳۲
ابن اثیر (متوفی ۶۰۴ھ ق)	۳۳

ابن طلحہ (متوفی ۶۵۲ھ ق)	۳۳
جوینی خراسانی (متوفی ۷۰۳ھ ق)	۳۴
ذھبی (متوفی ۷۴۸ھ ق)	۳۵
ابن صبّاغ مالکی (متوفی ۸۵۵ھ ق)	۳۶
فضل اللہ بن روزبہان خنجی (متوفی ۹۲۷ھ ق)	۳۷
خواندمیر (متوفی ۹۴۲ھ ق)	۴۰
محیی الدین لاری (متوفی ۹۳۳ق)	۴۱
ابن عامر شبراوی (متوفی ۱۱۷۲ھ ق)	۴۳
یوسف بن اسماعیل نبھانی شافعی (متوفی ۱۳۵۰ھ ق)	۴۳
سید محمد طاھر ھاشمی شافعی (متوفی ۱۴۱۲ھ ق)	۴۴
فصل سوم	۴۵
اہل سنت اور امام رضا علیہ السلام کے مرقد کی زیارت	۴۵
ابن خزیمہ (متوفی ۳۱۱ھ ق) وابوعلی ثقفی (متوفی ۳۲۸ھ ق)	۴۹
ابن حبّان بستی (متوفی ۳۵۴ھ ق)	۵۰
روداد ابن حوقل (متوفی ۳۶۷ھ ق کے بعد)	۵۱
روداد حدود العالم	۵۲

روداد مقدسی (متوفی ۳۷۵ھ ق)	۵۲
ابومنصور محمد بن عبدالرّزاق طوسی (متوفی ۳۵۰ھ ق)	۵۴
ابوبکر حمّامی فرّاء	۵۶
ابوالحسن علی بن حسن قھستانی	۵۶
ابونصر موذّن نیشابوری	۵۷
حاکم نیشابوری (متوفی ۴۰۵ھ ق)	۵۹
ابوالحسین محمد بن علی بن سھل	۵۹
ابوالحسن بن ابی بکر فقیہ	۶۰
بیھقی (متوفی ۴۷۰ھ ق)	۶۰
امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ ق)	۶۱
سنائی غزنوی (متوفی ۵۳۵ھ ق)	۶۳
منتجب الدین جوینی (متوفی ۵۵۲ھ ق کے بعد)	۶۶
ابوالحسن محمد بن قاسم فارسی	۶۷
روداد حمداللہ مستوفی (متوفی ۷۴۰ھ ق)	۶۸
روداد ذھبی (متوفی ۷۴۸ھ ق)	۶۸
روداد صفدی شافعی (متوفی ۷۶۴ھ ق)	۶۸

روداد کلاویخو (متوفی ۸۱۴ھ ق) ۶۸
روداد میر خواند (متوفی ۹۰۳ھ ق) ۶۹
فضل اللہ بن روز بہان خنجی (متوفی ۹۲۷ھ ق) ۷۰
خواند میر (متوفی ۹۴۲ھ ق) ۷۹
فصل چہارم ۸۱
سیرت امام رضا علیہ السلام ۸۱
صحت وصفائی ۸۴
عبادت اور مناجات ۸۵
تفکر و تدبر ۸۶
لوگوں سے میل جول اور ان کے حقوق کی رعایت ۸۹
لوگوں پر حاکم کا حق ۹۸
درماندہ مسافروں کا حق ۹۹
مسکینوں اور حاجت مندوں کا حق ۹۹
محنت کشوں کا حق ۱۰۰
آتش پرستوں کا حق ۱۰۲
عیسائیوں کا حق ۱۰۲

اہل ذمّہ کا حق	۱۰۳
عوام کے ساتھ غیر امتیازی سلوک	۱۰۴
عوام کی آزاردہی کی مکمل نفی	۱۰۴
امام رضا علیہ السلام سے چالیس حدیث	۱۰۷
ماخذ	۱۱۷

دیباچہ

متن کی حروف نگاری کرنے کے بعد، کتاب آخری مرتبہ دیکھنے کیلئے مؤلف کے اختیار میں دی گئی ہے۔ دو نکات کی یاد آوری ضروری ہے:

الف) اس کتاب کی تالیف کا مقصد و ہدف مدخل ,,زیارت,, جو نگارندہ کی قلم سے دائرۃ المعارف آستان قدس رضوی کے لئے تحریر کیا گیا اور اس کی پہلی اساس استاد محترم جناب حجۃ الاسلام والمسلمین آقای رسول جعفریان کا (فارسی زبان میں) مقالہ بعنوان ''شماری از زائران سنّی امام رضا علیہ السلام تا قرن ششم'' تھا کا مجلّہ زائر شمارہ ۵۵۔۵۶ کے صفحات (۶۵ تا ۶۷) ۱۳۷۸ ہجری شمسی کو شائع ہوا ہے۔ اس مقالہ کے تیرہ حوالے جن سے اُنھوں نے استفادہ کیا تھا۔ مؤلف

نے، کتاب رقیۃ القلم کو پیدا نہ کر سکا؛ اس بنا پر دوسرے حوالوں کو خود مطالعہ کیا اور انہی اصلی حوالوں کی طرف رجوع کیا۔

ب) اس کتاب کی تحریر کے خاتمہ اور کتاب کو شائع کرنے کی تائید کے بعد آقای محمد محسن طبسی کی کتاب ''امام رضا علیہ السلام بہ روایت اہل سنت'' جو خزاں ۱۳۸۸ سال ہجری شمسی ، شہر مقدس قم میں (انتشارات دلیل ما) زیور طبع سے آراستہ ہوئی، کی دوسری و ساتویں فصل، اس کتاب کی دوسری و تیسری فصل سے شباہت رکھتی ہے لیکن آقای طبسی کی کتاب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحیم. الحمدلله الّذی جعل المومنین اخوة؛ وصلّی الله علی رسوله الّذی ارسله رحمة للعالمین و اهل بیته الطّیبین الطاهرین و اصحابه المنتجبین.

قرآن کریم، سنت کے بیان اور اسماء الٰہی کی خوبیوں کی تعین کے ساتھ، انسان کے بنیادی حقوق اور حاجتوں اور ان کے حفاظت کے راستوں اور ان کے حصول کے ساتھ۔ ایک طرح کا سماجی نظام، شخصی اور سماجی روابط کی مثالوں کو خدامحوری کی اساس پر آخرت کو دیکھتے ہوئے اور شخص کا جتنا ممکن ہو خدا، رسول خدا، اولیاء اللہ اور مومنین کے ساتھ رابطہ رکھتے ہوئے وجود میں لائیں۔ جو کہ وسعت، سالم معتدل، اضافہ اور بڑھنے والے، ارتباطات کی اقسام میں سے ہو جائیں تو سب افراد، اس نظام اجتماعی کی بنیاد پر اور ان مثالوں کی پیروی کرتے ہوئے، اپنی

وسعت اور توانائی کے مطابق عمل صالح کو فعالیت وخلاقیت سے انجام دیں جس سے ''سعادت وکمال اور سالم زندگی سالم سماج میں'' اور اصل مقصد وہدف دین مبین اسلام کی تشریع ہاتھ میں آئے اور ان تمام اہم امور کو مرتبط کرنے کا وسیلہ زیارت ہے۔

قرآن مجید کی نظر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمیشہ انسانوں کے درمیان ہیں ﴿وَاعْلَمُوا اَنَّ فِیکُم رَسُولَ اللّٰہ﴾(۱) اپنی رسالت یعنی آیات کی تلاوت، تزکیہ وکتاب وحکمت کی تعلیم کو تمام لوگوں تک انجام دیں ﴿هُوَالَّذِی بَعَثَ فِی الاُمِّیِّینَ رَسُولًا مِنهُم یَتلُواعَلَیهِم آیاتِهِ وَیُزَکِّیهِم وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکمَةَ..... وَآخَرِینَ مِنهُم﴾ (۲) اس بنا پر تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے بدیل مقام کو مدّنظر رکھتے ہوئے، فہم قرآن کریم اور اس کو سیکھتے ہوئے اور آنحضرتؐ کے نام اور آپؐ کی تعلیمات کے مطابق زندگی آغاز کریں اور آخر تک پہنچائیں ﴿وَاَنزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ﴾(۳) اور ہمیشہ

۱۔ حجرات (۴۹): ۷۔

۲۔ جمعہ (۶۲): ۲و۳۔

۳۔ نحل (۱۶): ۴۴۔

بالخصوص صبح وشام کے اوقات میں، ہر کام اور پروگراموں کے آغاز اورانجام میں تسبیح خداوندسبحان کے علاوہ پیغمبرا کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوتعظیم وتکریم سے یاد کریں؛اور پسندیدہ سیرت وسنت آنحضرت گوبعنوان اُسوۂ حسنہ،اوران کی اساس پرزندگی اور پروگراموں کوترتیب دیں﴿اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِداً وَ مُبَشِّراً وَ نَذِیراً. لِتُؤمِنُوا بِاللّٰهِ وَ رَسُولِهِ وَ تُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَ تُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَ اَصِيلاً﴾(۱)اورآنحضرؐت کے فرامین پرسرخم رہے ﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً﴾(۲) جورسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب جاتے ہیں اورآنحضرؐت کوسلام کرتے ہیں۔یقینی طور پراللہ تعالی کے سلام کوآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے دریافت کرتے ہیں ﴿وَاِذَا جَائَكَ الَّذِينَ يُؤ مِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلامٌ عَلَيكُم﴾(۳) اور اگراپنے وظائف میں کوتاہی کریں اورنادانی اور جہالت کی بناپرعمل نادرست انجام دیں اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی بناپرآنحضرؐت اُن کیلئے استغفار کریں،توضروراُن کی توبہ کوخداوندرحمٰن موردقبول قراردے گا یہی نہیں بلکہ

۱۔فتح (۴۸):۸و۹۔

۲۔احزاب(۳۳):۵۶

۳۔انعام(۶):۵۴۔

رحمت الٰہی بھی شامل حال ہوجائے گی ﴿ وَلَو اَنَّهُم اِذ ظَّلَمُوا اَنفُسَهُم جَاءُوكَ فَاستَغفَرُوا اللّٰهَ وَاستَغفَرَلَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا﴾ (۱) البتہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ انسان اللہ تعالی کی بارگاہ میں مغفرت کا طالب ہو اور تلافی و اصلاح کی کوشش کرے ﴿ كَتَبَ رَبُّكُم عَلَى نَفسِهِ الرَّحمَةَ اَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُم سُوأً بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعدِهِ وَ اَصلَحَ فَاَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (۲) یقیناً رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں پر وارد ہونے والی سختیوں اور مشکلات سے آگاہ ہیں اور آنحضرتؐ کے لئے گراں اور ناگوار ہے ﴿لَقَد جَاءَكُم رَسُولٌ مِن اَنفُسِكُم عَزِيزٌ عَلَيهِ مَا عَنِتُّم حَرِيصٌ عَلَيكُم بِالمُؤمِنِينَ رَؤُفٌ رَحِيمٌ ﴾ (۳) اس بنا پر، اگر زائر کی زیارت، سیرہ امامؑ کی شناخت و معرفت کے ساتھ ہو تو پھر زائر قرآن مبین کی الٰہی نصیحتوں اور سیرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم صدا اور ہم خیال ہوجائے گا اور اپنے آپ کو مضبوط اور محکم بنا لے گا کیونکہ زیارت کی فضا اور اس کی تربیت میں، زائر دقت اور توجہ، اللہ تعالی پر رکھتا ہے جس کے دست توانا میں ہر چیز ہے اور اس کے کلام کی تلاوت کرتے ہوئے

۱۔نساء(۴):۶۴۔

۲۔انعام(۶):۵۴۔

۳۔توبہ(۹):۱۲۸۔

اوراللہ تعالیٰ کے ولی کی سیرت کو بار بار دیکھتے ہوئے اس نظریہ کے ساتھ زندگی کا آغاز اورانجام پہلے سے کہیں زیادہ جاذب بن جائے گا ۔اور یہ سب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،قرآن مجیداورتعلیمات الٰہی سے ہے۔اوراسی طریقہ سے ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی سیرت بھی قرآن کریم اورسنت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے استناد لی گئی ہے،زیارت ھدایت وسر بلندی کا راستہ اور بہتر زندگی کرنے کیلئے پروگرام مرتب کرتا ہے(۱)

نبی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ کی قبر مطہراور دوسرے اولیاءالٰہی کی قبورِ مقدسہ کی زیارت،تمام مذاہب الٰہی کے نزدیک موردتاکید ہے(۲) اگرچہ آداب زیارت کے جواز اور مشروعیّت کیلئے اسلامی مذاہب کے بعض فقہاء مختلف نظرات رکھتے ہیں(۳) البتہ یہ اختلاف فقط اسلام کے بڑے مذہبوں کے فقہی مسائل سے

۱۔مختلف آثارزیارت پرنظرڈالنےاورتحقیق کیلئے مطالعہ فرمائیں: مجموعہ مقالات ہم اندیشی زیارت.۱۳۸۷ ش؛عابدی،احمد،فلسفہ زیارت(شرح وتحقیق رسالہ ''زیارۃ القبور''امام فخر رازی)

۲۔جزیری.عبدالرحمٰن،الفقہ علی المذاھب الاربعۃ،ج۱،ص۱۱۷۔۱۲۷؛مغنیہ،محمد جواد،الفقہ علی المذاہب الخمسۃ،ص۲۸۴؛سمھودی،علی،وفاءالوفا باخبار دارالمصطفی،ج۴،ص۱۳۶۰۔۱۳۶۴ ؛ سبکی ،عبدالوہاب، طبقات الشافعیّۃ الکبری،ج۳،ص۳۸۴ و ۴۱۲۔

۳۔ابن حجرھیتمی ،احمد بن محمد،الجوھرالمنظّم فی زیارۃ القبر الشریف النبویّ المکرّم،ص۱۱۴۔۱۱۷؛شھید اوّل، محمد بن مکّی عاملی،الدروس الشرعیّۃ فی فقہ الامامیّۃ،ج۲،ص۲۴۔۲۵۔

نہیں ہے(۱) بلکہ ایک مذہب کے فقہاء کے درمیان بھی یہ اختلاف دیکھنے میں آتا ہے۔

اصولی طور پر قرآن حکیم کے منظر میں، اختلاف وفرق کا ہونا آیات الٰہی کے مظاہر میں سے ہے اور یہ ایک امر طبیعی وفطری ہے کہ خداوند عالم نے بھی تمام جہان کی تخلیق میں بھی یہ اختلاف رکھا ہے. جیسے شب وروز میں اختلاف زبانوں رنگوں، نسلوں اور قبیلوں میں اختلاف اور یہ نہ ختم ہونے والی خداوند حکیم کی حکمت میں سے ہے کہ دانشمند افراد اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں اور اس کو قبول بھی کرتے ہیں ﴿وَ مِن آیَاتِهِ خَلقُ السَّمٰوَاتِ وَالاَرضِ وَ اختلافُ اَلْسِنَتِکُم وَ اَلوَانِکُم اِنَّ فِی ذٰلِکَ لاَیَاتٍ لِلعَالِمِینَ﴾(۲) ان اختلاف وفرق کا مقصد آزمائش، نیکی کی طرف تیزی کرنا، رشد وھدایت میں تکامل اور اس کی رحمت و نعمتوں کی بہتر شناخت حاصل کرنا اور اس سے بہتر طور پر استفادہ کرنا ہے

﴿لِکُلٍّ جَعَلنا مِنکُم شِرعَةً وَ مِنهَا جاً وَ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَکُم اُمَّةً وَاحِدَةً وَ لَکِن لِیَبلُوَکُم فِی مَا آتَاکُم فَاسْتَبِقُوا الْخَیرَاتِ اِلَی اللّٰهِ مَرجِعُکُم

۱۔ عمدہ مذاھب فقہی عبارت ہیں: امامیہ، زیدیہ، حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ وحنبلیہ۔

۲۔ روم (۳۰): ۲۲۔

جَمِیعاً فَیُنَبِّئُکُم بِمَا کُنتُم فِیهِ تَختَلِفُونَ﴾(۱)

اس بنا پر اللہ تعالی نے تمام ادیان کے پیرو کاروں سے تقاضا کیا ہے کہ اقامہ دین کے بارے میں کام کریں اور تفرقہ ڈالنے سے پرہیز کریں ﴿شَرَعَ لَکُم مِنَ الدِّینِ مَا وَصَّی بِهِ نُوحاً وَ الَّذِی اَوحَینَا اِلَیکَ وَمَا وَصَّینَا بِهِ اِبرَاهِیمَ وَ مُوسَی وَ عِیسَی اَنْ اَقِیمُوا الدِّینَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فیه﴾(۲) بالخصوص مسلمانوں سے دراخوست کی جاتی ہے کہ پہلے والوں کی طرح تفرقے اوراختلاف سے دُوری کریں ﴿وَلَا تَکُونُوا کَالَّذِینَ تَفَرَّقُوا وَاختَلَفُوا مِن بَعْدِ جَاءَ هُمُ الْبَیِّنَاتُ﴾ (۳)

درج بالا آیات میں اختلاف وتفرقہ کے بارہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔اختلاف

۱۔ ہرایک کیلئے (دین ومذہب وگروہ) ہم نے آئین وروش کومقرر کیا ہے، اگر خدا چاہتا تو تمھیں ایک امت واحد(پیروایک دین ومذہب) قرار دے سکتا تھا لیکن چاہتا ہے کہ جو کچھ تمھیں دیا گیا ہے اس کی آزمائش کرے اس بنا پر (ادا کرنا اور حاصل کرنا) تم نیکیوں (ایک دوسرے سے) میں آگے نکلو۔تمھاری بازگشت اللہ کے پاس ہی ہے۔پھر وہ تمھیں، اختلافات کے بارے میں جو اسباب وموارد ہیں آگاہ کرے گا (تمھارے درمیان انصاف کرے گا) مائدہ (۵) ۴۸، اور مزید رجوع فرمائیں شوری:(۴۲) ۸، نحل:(۱۶) ۹۳،ھود:(۱۱) ۱۱۸،

۲۔شوری (۴۲) ۱۳،

۳۔ آل عمران (۳) ۱۰۵،مزید رجوع فرمائیں: انعام (۶) ۴۰۸،حجرات (۴۹) ۹۔۱۳،روم (۳۰) ۳۰۔۳۲،مومنون (۲۳) ۵۲۔۵۲،آل عمران (۳) ۱۹۔

کا تفرقہ کے ساتھ بنیادی فرق ہے: اختلاف اسے کہتے ہیں جو کہ طبیعی طور پر ظاہر ہوتا ہے اور اس سے دُوری کرنا ناممکن ہے۔ مگر تفرقہ، ایک غیر فطری و غیر طبیعی کام ہے اور اس سے دُوری کرنا ممکن ہے. اختلافی نظریات واقوال میں اختلافات کو طبیعی حدود میں محدود کیا جائے تا کہ تفرقہ اندازی کا باعث نہ بنے۔

تفرقہ اس وقت پھیلتا ہے کہ جب اتفاق واتحاد کے موارد کو مدّنظر نہیں رکھا جاتا اور اختلافات پر اس طرح سے تاکید کی جاتی ہے کہ دین کے پیروکار باایمان ہونے کے ساتھ خدائے واحد پر ایمان رکھنے کے باوجود پیغمبرؐ و کتاب وقبلہ واحد کی پیروی کرنے کے باوجود ایک دوسرے کو گمراہ، کافر اور ایک دوسرے کو دشمن جاننے لگ جاتے ہیں(۱) اس توضیح کی بنا پر، کلام رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں اختلاف سے منظور جو آپؐ نے فرمایا ''اختلاف اُمّت یرحمة'' (۲) اور ''تفاوت''، امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے کلام میں کہ فرمایا'' **لا یزال الناس بخیر ما تفاوتوا فاذااستووا هلکوا** ''(۳) اختلاف وفرق ایسے ہیں

۱۔ لسانی فشارکی، محمد علی، ,,تفرقہ (۱),,، دانشنامہ جہان اسلام، ج۷، ص ۶۱۵۔

۲۔ میری امت میں اختلاف مظہر الٰہی میں سے ایک مظہر ہے (فضل بن شاذان، الایضاح، ص ۳۹؛ ابن رستم طبری، محمد بن جریر، المسترشد فی الامامۃ، ص ۵۷۲؛ جصاص، احمد بن علی، احکام القرآن، ج۲، ص ۳۷؛ ابن بابویہ، محمد بن علی۔ علل الشرایع، ج۱، ص ۸۵)

۳۔ عوام اس وقت تک بہرہ مند رہیں گے جب تک ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور اگر سب کے سب برابر ہو جائیں تو ہلاک ہو جائیں گے (ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج۲، ص ۸۰)

کہ جو معاشرہ و جامعہ کی فساد و تباہی کا باعث نہیں بنتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیم کی بنیاد پر اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کے فرمودات کے مطابق بھی نیز ہر طرح کی تفرقہ اندازی، جدائی ڈالنا، جماعت سے دُوری کرنا، زیادہ طلبی، مقام طلبی، تکبّر و خود پسندی، تمسخر، حقیر جاننا اور ناسزا کہنے کو سختی سے منع کیا ہے۔ اور تعلیمات قرآن مبین و سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر عمل کرنے کی تاکید کی گئی ہے (۱)

اسی بنا پر زیارت اور آداب زیارت میں جو اختلاف نظر ہے موجب نہ بنے کہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو اسلام سے خارج کرنے کی دھمکی اور ایک دوسرے کو ناروا نسبت دیں۔ کیونکہ مقصد زیارت اپنے دلی رابطے کو اللہ تعالی و رسول خدا اور اولیاء اللہ سے مضبوط کرنا ہوتا ہے انسانی عادت اور سمجھ داری کی اصلاح ہو سکے اور خدائے سبحان کی بندگی کیلئے سیدھا راستہ حاصل

۱۔ ملاحظہ فرمائیں: حسینی، سید شھاب الدین، سلسلۃ الاحادیث المشترکۃ (۱۳)، الواحدۃ الاسلامیۃ فی الاحادیث المشترکۃ بین السنۃ والشیعۃ اور اس کا ترجمہ فارسی میں محمد تقدمی صابری کی قلم سے بعنوان اتّحاد و انسجام اسلامی در احادیث مشترک میان اہل سنّت و شیعہ؛ لسانی فشارکی، محمد علیؒ، ,,جماعت (۱),,، دانشنامہ جہان اسلام، ج ۱۰، ص ۶۰۵۔۶۰۷؛ محسنی، محمد آصف، تقریب مذاہب از نظر تا عمل ؛ واعظ زادہ خراسانی محمد، ,,راھھای تقریب مذاھب و وحدت مسلمانان,,، مطالعات اسلامی، شمارہ ۶۰، ص ۱۹۔۵۰

کیا جا سکے۔ امام باقر علیہ السلام، جابر کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: اے جابر! کوئی شخص صرف یہ کہے کہ میں اہل بیت علیہم السلام کو دوست رکھتا ہوں۔ صرف یہ ادعا تشیع اور اس کی ہمارے مطابق پیروی کرنا کافی ہے؟ خدا کی قسم! ہمارا شیعہ اور پیرو کار وہ ہی ہے جو تقویٰ اور حدود الٰہی کی رعایت کرنا اور فرامین خدا کی اطاعت کرتا ہے، جابر ان کی پہچان نہیں ہو سکتی مگر جب تک اُن میں یہ اُوصاف نہ ہوں:

۔خاشع اور متواضع ہوں؛

۔امانت میں خیانت نہ کریں؛

۔اللہ تعالی کو بہت زیادہ یاد کرتے ہوں؛

۔نماز کو قائم اور ماں باپ کے ساتھ نیکی اور احسان سے پیش آتے ہوں؛

۔روزہ رکھتے ہوں؛

۔ہمسایوں، بالخصوص فقیروں، مسکینوں، مقرضوں، یتیموں اور بیکسوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے پیش آتے ہوں؛

۔سچے اور راستگو ں ہوں؛

۔تلاوت قرآن مجید اور اس کی پیروی کرنے والے ہوں؛

۔لوگوں سے صاف گوئی اور حسن کلام سے پیش آتے اور لوگوں کی خوبیوں کے

علاوہ کچھ بیان نہیں کرتے ؛

۔امانت دار اور لوگوں کیلئے امین ہوں ؛

جابر نے یہ خصوصیات سننے کے بعد (تعجب) سے کہا: یابن رسولؐ اللہ! آج ہم ان خصوصیات کے حامل کونہیں پہچانتے!

امامؑ نے فرمایا: اے جابر! مختلف مذاہب اور لوگ جس آئین کی پیروی کا ادعا کرتے ہیں وہ کہیں تم کو فریب نہ دیں اور گمراہی اور ضلالت میں نہ گرادیں۔ (کیا) کوئی اس کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ؛ میں علی علیہ السلام کو محبوب رکھتا ہوں اور ان کو اپنا ولی قرار دیتا ہوں لیکن حال یہ ہے (اپنے وظائف اور اُمور کی انجام دہی کے وقت سیرہ علی علیہ السلام کی بنیاد پر) عمل نہیں کرتا! یا کسی آدمی کے خیال کے مطابق وہ کہے: میں رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو محبوب رکھتا ہوں لیکن ان کی سیرت پر عمل نہیں کرتا اور ان کی سنّت کی اساس پر عمل نہیں کرتا (کیا اس کیلئے کافی ہوگا؟)

صرف محبت کرنا اور محبوب رکھنا اس کے حال کیلئے کوئی فائدہ مند نہ ہوگا۔اسی بنا پر اللہ تعالی کی نافرمانی سے پرہیز کرے اور جو اللہ تعالی کے نزدیک رضایت کے اسباب ہیں اس بنیاد پر عمل کرتا رہے (کیونکہ) خداوند کسی کوئی مذہب اور گروہ کے ساتھ قرابت اور رشتہ نہیں رکھتا، اللہ تعالی سب سے زیادہ اسے محبوب رکھتا

ہے جو سب سے زیادہ تقوی اور اس کے احکام اور فرامین پر عمل کرنے والا ہو۔ اے جابر! خدا کی قسم، کوئی بھی اطاعت اور فرماں برداری کے بغیر اُس کا تقرب حاصل نہیں کرسکتا ؛ ہمارے پاس جہنم سے برائت نامہ نہیں ہے (یعنی صرف یہ ادعا کرنا کہ ہم شیعہ اور محبت اہل بیت علیہم السلام رکھتے ہیں تو جہنم سے دُوری کا سبب ہے، کافی نہیں) اس طرح کا کوئی بھی آدمی اللہ تعالی کے نزدیک حجت (جہنم سے رہائی کیلئے) نہیں رکھتا۔ جو بھی مطیع خداوند ہو پس وہ ہی ہمارا دوست ہے اور جو بھی خدا کی نافرمانی اور معصیّت کرے، وہ ہمارا دشمن ہے۔ ہماری ولایت اور قربت سوائے عمل کرنے اور پرہیز (کوشش وتلاش کرنا وگناہوں سے پرہیز کرنا) کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتی (کلینی، الاصول من الکافی، ج ۲، ص ۷۳۔۷۴)" رَبَّنالا تَجعَلنَا فِتنَةً لِلَّذِینَ کَفَرُوا وَ اغفِر لَنا وَ لِاِخوَانِنَا الَّذِینَ سَبَقُونَا بِالاِیْمان وَلَا تَجعَل فِی قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِینَ آمَنُوا رَبَّنَا اِنَّکَ رَؤُفٌ رَحِیمٌ۔۔۔۔

محسن رجبی قدسی

محقق، بنیاد پژوھش ھای اسلامی،

۱۷ شعبان المعظّم ۱۴۳۰ ھ ق۔ مشہد مقدس ۱۸ مرداد ۱۳۸۸

فصل اول

سیرت امام رضا علیہ السلام میں قرآن وسنت

امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام مشہور قول کے مطابق ۱۱ ذی القعد ۱۴۸ قمری میں مدینہ میں متولد ہوئے ۔ اپنے والد محترم امام موسی بن جعفر علیہما السلام کے الہی حکمت وعلم سے جو کہ قرآن وسنّت نبوی کے مطابق تھا ، رشد وبلندی حاصل کی ۔

امام رضا علیہ السلام کی عمر کو ابھی بیس سال سے زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ مسجد النبی میں لوگوں کے سوالات کا جواب دینے لگے اور اہل فتوی کہلائے (۱)

۱۔ ابن نجار بغدادی، محمد بن محمود، ذیل تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۱۳۴۔۱۳۵؛ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۲۳۹؛ جوینی خراسانی، ابراھیم بن سعد الدین محمد، فرائد السمطین، ج ۲، ص ۱۹۹، مزید کلینی، محمد بن یعقوب، الفروع من الکافی، ج ۴، ص ۲۳۔

اگر کوئی عالم اپنے کسی مسئلہ میں ناتوانی پاتا تو اُس کو علی بن موسی الرضا علیہ السلام کے پاس بھیجا جاتا، تا کہ اپنے جواب کو حاصل کر سکے(۱)

امام رضا علیہ السلام قرآن کریم کو جاننے والے اور سنّت پیامبر اعظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آگاہی رکھنے والے اور ہر دو پر عمل پیرا تھے(۲) اور فرماتے تھے: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیروکار ہیں اور آنحضرت کے اوامر نواہی کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں ؛ اور اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم خداوند کے اوامر کے تابع اور اس کے فرامین کو دل و جان سے تسلیم کرتے تھے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے ﴿ وَ مَا اٰتَاکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُهُ وَ مَا نَهَا کُم عَنهُ فَانْتَهُوا ﴾(۳)(۴)

امام رضا علیہ السلام اس پر تاکید کرتے تھے ''جو کچھ کتاب خدا اور سنت کے مطابق درست ہو ہم اسی کے کہنے والے ہیں''(۵)

۱۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج۴۹، ص ۱۰۰ ؛ و نیز فضل اللہ بن روز بھان، وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح صلوات چہاردہ معصوم علیہم السلام، ص ۲۱۷۔

۲۔ مثلا امام فرماتے ہیں : ''انا اهل بيت نرى ما وعدنا علينا دينا كما صنع رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم'' یعنی ہمارا وہ خاندان ہے جو وعدہ اور قول کو قرضہ جانتے ہیں (یعنی حتماً اس کو انجام دیتے ہیں) جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عمل کرتے تھے (طبرسی، علی، مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار، ص ۳۰۱)

۳۔ ''جو کچھ پیغمبر تمھارے اختیار میں دیتے ہیں اسے لے لو، اور جس سے منع کرتے ہیں اس سے دُوری کرو'' (حشر (۵۹):۷)

۴۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۱، ص ۶۸۷۔

۵۔ ''ما شهد به الكتاب و السنة فنحن القائلون به'' نیز، التوحید، ص ۱۱۵

اُنھوں نے ہمیشہ لوگوں کو قرآن مجید اور سیرت مرضیہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلنے کی دعوت دی ہے اور پیامبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسوۂ حسنہ کے عنوان سے معرفی کراتے۔

حسن بن الحسین انباری کہتے ہیں: ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے دربار خلفاء و سلاطین میں کام کرنے کی اجازت طلب کرنے کی درخواست دی۔۔۔ابوالحسن علیہ السلام نے لکھا: تمھارا خط پڑھا اور اس کام میں جو خوف وخطر ہے اُس سے آگاہ ہوا، اگر اس کام کی ذمہ داری حاصل کرلے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستورات کے مطابق عمل کرے اور تمھارے جیسے کو اپنا مددگار منصوب کرے اور اس راستے سے جو آمدنی حاصل ہو تو اس کا ایک حصّہ نیازمند مومنین کو عطا کرے ، اگر اِس طرح کروگے تو سلاطین کے دربار میں عوام کی خدمت مردم سے تلافی ہوجائے گی ورنہ اُن خلفاء وسلاطین کے دربار میں خدمت کرنا جائز نہیں ہے (۱)

امیر خالد بن احمد بن خالد ذھلی وہ ہے جو کہ بخارا اور خراسان کے بہت بڑے علاقوں کا حاکم رہ چکا تھا (۲) وہ اپنے والد سے نقل کرتا ہے:

۱۔ کلینی، محمد بن یعقوب، الفروع من الکافی، ج ۵، ص ۱۱۱۔

۲۔ خطیب بغدادی، احمد، تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۳۱۰۔

میں نے امام علی موسی الرضا کے پیچھے نیشابور میں نماز پڑھی ہے ، وہ ہر سورہ کے آغاز میں ﴿ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ﴾ کو باجہر (بلند آواز) میں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طریقہ پر عمل کرتے تھے (۱)

حضرت رضا علیہ السلام قرآن کریم سے عمیق و دقیق انس قربت رکھتے تھے؛

ابراھیم بن عباس صولی کہتے ہیں : میں نے اُس روزگار میں جو بھی گذرا ، اُن (امام رضا علیہ السلام) سے عالم تر اور آگاہ تر کسی کو نہیں دیکھا ؛ مامون نے ہر طرح کے مسائل کے بارے میں آپؑ کو آزمایا اور آپؑ نے سب سوالوں کے جواب دیئے۔آپؑ کے کلام کے جوابات اور تمثیل اور جوابات قرآن مجید سے استناد کئے گئے تھے۔آپؑ تین شبانہ وروز میں قرآن مجید کی کامل تلاوت کو تدبر کے ساتھ ختم کرلیا کرتے تھے (۲)

رجاء بن ضحاک جو امام رضا علیہ السلام کو مدینہ سے مرو لانے پر مامور تھا، کہتا ہے: جب بھی کسی شہر اور علاقے میں ہم داخل ہوتے تو وہاں کے لوگ دین کی

۱۔ابن نجار بغدادی، محمد بن محمود، ذیل تاریخ بغداد، ج ۴،ص ۱۳۸۔

۲۔ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲،ص ۴۱۹۔ ۴۲۰۔چنانکہ فرمایا'' ما مررت باية الا فكرت فيها و فى اى انزلت '' یعنی جس آیت کی بھی تلاوت کرتا ہوں اس میں فکر و تدبر کرتا ہوں تاکہ مقصد و مراد خدا اس کے نزول سے حاصل کرسکوں۔

خصوصیات اور علامتوں اور دینداری کے بارے میں سوال کرتے اور آپؑ اُن کے اکثر مسائل کے جوابات کو اپنے والد سے اور وہ اپنے آباء سے اور حضرت علی علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے دیتے تھے (۱)

حضرت رضا علیہ السلام نے احادیث کے حق و باطل، صحت و سقم ہونے کا معیار قرآن کریم کو بنا رکھا تھا اور فرماتے: اگر روایات مخالف قرآن ہوں تو پھر ان کے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جانب سے یا اہل بیت علیہم السلام کی جانب سے) صادر ہونے کو جھوٹ قرار دیتا ہوں (۲)

امام رضا علیہ السلام کے اعتقاد کے مطابق قرآن مجید مفصل ومبین کتاب ہے نہ کہ مجمل ومبہم ؛ یعنی قرآن کریم میں تمام چیزوں کو تفصیلا بیان کیا گیا ہے (۳) قرآن مجید، حبل اللہ (۴) وعروۃ الوثقی الہی (۵) اور راہ روشن اور صراط المستقیم خدا

۱۔ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ، ج۲،ص ۴۲۹۔

۲۔فقال ابو الحسن الرضا علیه السلام :اذا کانت الروایات مخالفة للقرآن کذبتها،(کلینی، محمد بن یعقوب، الاصول من الکافی، ج۱، ص ۹۶،ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا، ج۱،ص ۶۸۸۔۶۸۹

۳۔ان الله عز و جل لم یقبض حتی اکمل له الدین وانزل القران فیه تبیان کل شیء بین فیه الحلال ا الحرام و الاحکام و جمیع ما یحتاج الیه الناس کملا فقال عز و جل ﴿مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ﴾ (کلینی، محمد بن یعقوب، الاصول من الکافی، ج۱،ص ۱۹۹)۔

۴۔سورہ آل عمران کی آیت۱۰۳ کی جانب اشارہ:(وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیعاً وَلَا تفَرَّقُوا)

۵۔محکم و مطمئن رابطہ۔

ہے کہ جو جنت میں لے کر جاتا ہے اور جہنم کی آگ سے آزادی دلاتا ہے۔ایک زمانہ گذرنے کے باوجود قدیم اور فرسودہ نہیں ہوتا.اللہ تعالی نے اُسکوکسی زمانے کے لئے محدود اور معین نہیں کیا بلکہ تمام زمانوں کے سب انسانوں کیلیئے حجت و دلیل و برہان خدا ہے اور کسی باطل کا اس میں شائبہ تک نہیں ہے کیونکہ یہ خداوند حکیم وحمید کی جانب سے نازل ہوا ہے(۱) قبل کی تمام آسمانی کتابوں کے مطالب قرآن کریم میں موجود ہیں،اول سے لیکر آخر تک قرآن مجید حق اور صحیح ہے(۲)

۱۔ابن بابویہ،محمد بن علی،عیون اخبار الرضا علیہ السلام،ج۲،ص۲۸۶۔

۲۔ایضا،ص ۲۶۲۔

فصل دوم

علم وشخصیّت امام رضا علیہ السلام اہل سنت کی نگاہوں میں

ائمہ اہل بیت علیہم السلام، اہل سنت و جماعت (۱) کے نزدیک ہمیشہ مورد توجہ اور قابل احترام رہے ہیں اور اُنھوں نے خاندان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام کے حضور میں ہمیشہ عشق ومودت کا اعلان واظہار کیا ہے البتہ بنی اُمیہ اور بنی عباس کے ظالم حکمران اور ناصبیوں کا حساب اہل سنّت و الجماعت سے جدا ہے۔ بنی اُمیہ اور بنی عباس نے

ا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی اور خلافت کے بارے میں پہلے چار خلفاء (خلفاء راشدین) سے متعلق مسلمان تین گروہوں میں تقسیم ہوئے ہیں: اہل سنت والجماعت، شیعہ اور خوارج۔ اہل سنت و جماعت فقہی مسائل میں چار مذاہب: حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی میں تقسیم ہیں۔ اہل تشیع کے بھی تین شاخ ہیں: امامیہ (بارہ امامی)، زیدیہ اور اسماعیلیہ اور خوارج کے دو گروہ ازارقہ اور اباضیّہ ہیں۔ عمان اور شمال افریقہ میں مذہب اباضی کے پیروکار پائے جاتے ہیں۔ (مزید مطالعہ کے لئے کتاب دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی میں ان ہی عناوین سے رجوع فرمائیں)

جو ائمہ طاہرین علیہم السلام پر ظلم وستم روا رکھا تھا لیکن ان کے علاوہ اصحاب اور آزادانہ فکر رکھنے والے علماء بھی زیرِ شکنجہ تھے ابو حنیفہ (۱۵۰ھ ق) جو کہ حنفیوں کے امام و پیشوا ہیں صرف اس پر کہ اس نے حضرت زید بن علی زین العابدین علیہ السلام کی ۱۲۱و۱۲۲ھ ق میں مالی حمایت کی اور ۱۲۹ھ ق میں مروان دوم کی حکومت کے زمانے میں منصب قضاوت قبول نہ کرنے کے جرم میں کوفہ ترک کرنے پر مجبور ہو گئے اور اُموی حکومت کے آخری دو سال مکہ میں گذارے، اور اسی طرح اُنھوں نے بنی عباس کے پہلے خلیفہ سفاح کی بیعت نہ کی کیونکہ بصرہ میں خلافتِ منصور کے خلاف ، ابراھیم بن عبداللہ حسنی کی حمایت میں لوگوں کو دعوت دی، منصور نے اُنکو منصب قضاوت کی پیشکش بھی کی مگر اُنھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ منصور نے بغداد میں اُن کو قید کیا چند دنوں بعد قید خانہ میں اس جہان کو وداع کہا(۱)

ابن راہویہ (متوفی ۲۳۸ھ ق)

وہ فقیہ، محدث اور مفسر قرآن مجید اور امام محمد بن ادریس شافعی کے ہم پایہ اور ان کے مصاحبین میں سے تھے، بخاری ،مسلم، نسائی اور امام احمد بن حنبل نے اُن سے احادیث سنی اور اپنی کتابوں

۱۔ پاکتچی، احمد، ,,ابو حنیفہ،، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، ج۵، ص ۳۸۱۔

میں نقل کیں ہیں(۱)

جب امام رضا علیہ السلام ۲۰۰ ھ ق میں نیشابور کے مضافات میں پہنچے تو ابن راہویہ نیشابور کے مشائخ اور بزرگوں (۲) اور ہزاروں لوگوں کے ہمراہ شہر سے باہر مویدیہ نامی بستی میں امام علیہ السلام کے استقبال کیلئے آئے۔ امام رضا علیہ السلام سے محبت اور احترام کا اظہار کرنے کے لئے اُنھوں نے آپؑ کی سواری کی مہار کو اپنے دوش پر رکھا اور کہا: روز قیامت (۳) (نزد) ملک علام جل جلالہ (۴) یہ عمل میرے لئے وسیلہ نجاح (۵) ووصیلہ فلاح (۶) ہے کہ ایک دن حضرت سلطان (امام رضا علیہ السلام) کے مرکب کی مہار کو اس دنیا میں کھینچنے پر خادم تھا (۷)

۱۔ رفیعی، علی، ,,ابن راہویہ,,، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، ج ۳، ص ۵۴۰۔

۲۔ از جملہ محمد بن اسلم طوسی (۲۴۲ ھ ق) (حاکم نیشابوری، محمد بن عبداللہ، تاریخ نیشابور، ص ۲۰۸)، یاسین بن نصر، احمد بن حرب، یحیی بن یحیی (ابونعیم اصفہانی، ذکر اخبار اصبہان، ج ۱، ص ۱۳۸)؛ محمد بن رافع واحمد بن حارث (ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۲۹۶)

۳۔ قیامت

۴۔ خداوند دانا کی بزرگی وعظمت، باشکوہ اور ارجمند ہے

۵۔ نجات وکامیابی

۶۔ سرفرازی کی علامت

۷۔ حاکم نیشابوری، محمد بن عبداللہ، تاریخ نیشابور، ص ۲۰۸

حاکم نیشا بوری (متوفی ۴۰۵ھ ق)

محدّث، قاضی اور شافعیوں (۱) کے مشہو رفقیہ امام رضا علیہ السلام کے تعارف میں لکھتے ہیں: امیر المومنین علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) الرضا ابوالحسن، الامام الشھید (۲) ۔۔۔۔سلطان اولیاء (۳)، برہان اتقیا (۴)، وارث علوم المرسلین، مہبط اسرار رب العالمین (۵) ولی اللہ (۶) صفی اللہ (۷) فلذۃ کبد رسول اللہ (۸) غوث الامۃ وکشف الغمّۃ (۹) ۔۔۔۔سلطان المقرّ بین یوم الحشر والجزاء الامام ابوالحسن علی بن موسی الرضا صلوات اللہ وسلامہ علی رسول اللہ وعلی آلہ الائمۃ المعصومین واتباہم اجمعین الی

۱۔ان کی زندگی اور آثار کے مطالعہ کیلئے نک: باغستانی، اسماعیل،,,حاکم نیشابوری,,،دانش نامہ جہان اسلام، ج ۱۲، ص ۴۳۳۔

۲۔حاکم نیشابوری، محمد بن عبداللہ، تاریخ نیشابور، ص ۹۱۔

۳۔اولیاء کے سردار۔

۴۔متقیوں پر حجت و دلیل۔

۵۔ نازل ہونے کی جگہ اور پروردگار عالمین کے اسرار کی دریافت گاہ۔

۶۔اللہ تعالی کا دوست اور ولی۔

۷۔خدا کا منتخب شدہ، وہ جس کی زندگی اللہ کیلئے خالص ہو۔

۸۔جگر گوشۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رسول اللہ کے جسم کا حصّہ۔

۹۔امت کیلئے پناہ گاہ اور اُن کی فریاد سننے والا، غموں اور پریشانیوں کو دُور کرنے والا۔

یوم الدین(۱)

ابن اثیر (متوفی ۶۰۴ ھ ق)

ابوالسعادات مجد الدین مبارک بن محمد شیبانی جو کہ ابن اثیر کے نام سے مشہور ہیں اور مذہب شافعی کے رجالی، مفسّر، محدّث اور فقیہ ہیں، وہ امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام کے فضائل کو غیر قابل احصاء جانتے ہیں(۲)

ابن طلحہ (متوفی ۶۵۲ ھ ق)

مذہب شافعی کے فقیہ، قاضی اور شاعر۔ امام الرضا علیہ السلام کے مناقب کے بارے میں بیان کرتے ہیں : اگر کوئی آپؑ کی شخصیّت کے بارے میں غور وفکر کرے تو وہ حاصل کرلے گا کہ علیؑ بن موسیٰؑ برحق وہ وارث امیر المومنین علی و زین العابدین علی بن الحسین ہیں۔۔۔ آپؑ کا ایمان عروج پر آپؑ کے دلائل واضح و روشن، آپؑ کے محبّ بہت زیادہ، آپؑ کی استعداد اور توانائی محکم اور وسعت والی بلند مقام، بلند پایہ، عزیز ومحبوب، طاقت منداور شخصیّت جاذبیّت رکھنے والے ہیں فضائل وسیرت اور ان کی عادات بلند بالا اور پرشکوہ، صفات، شخصیّت آنحضرت

۱۔ حاکم نیشابوری، محمد بن عبداللہ، تاریخ نیشابور، س ۲۰۷۔

۲۔ ابن اثیر، مجد الدین مبارک بن محمد، تتمۃ جامع الاصول من احادیث الرسول، ج ۲، ص ۱۵۷۔

درخشاں اور نورانی تھی ۔ مکارم الاخلاق اور آپؑ کے فضائل پیامبر جیسے تھے ۔ کرامت وشرافت اور سخاوت آپؑ کی جزءذات اور آپؑ کی اصالت پر مبنی ہے ، جو بھی آپؑ کے امتیازات میں شمار کیا جائے ، اس کے باوجود کم ہی کہا ہے ، وہ اُس سے کہیں بالاتر ہیں ۔ آنحضرتؑ کے مناقب کے بارے میں جس انداز ے سے بھی کہا جائے ، روشن کیا جائے ، تو آپؑ کا رُتبہ اُس سے بھی کہیں بالاتر ہوگا (۱)

جوینی خراسانی (متوفی ۷۰۳ھ ق) (۲)

وہ ، امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام کے فضائل کے بارے میں فرماتے ہیں اُمور ناشناختہ کے اسرار کو وہ آشکار و ہویدا کرنے والے ہیں . وہ سرچشمہ کرامت وبرکت وخوشحالی ہیں ، طالب اور تلاش کرنے والے اُن کی پیروی کرتے ہیں وہ

---

۱ ۔ ابن طلحہ ، ابو سالم کمال الدین محمد ، مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول ، ص ۲۹۵ ۔

۲ ۔ ابراہیم بن سعد الدین محمد جوینی خراسانی یا حموئی ، شیخ الاسلام ، حافظ اور محدث اہل سنت کے علاوہ ان علما ، اہل سنت کی مانند ہے کہ شیعہ امامیہ کے بزرگوں سے جیسے محقق اول ، ابن طاؤس ، خواجہ نصیر الدین طوسی اور شیخ یوسف بن مطہر والد علامہ حلی سے بھی روایت کی ہے ۔ مدرس تبریزی کہتے ہیں : گویا اسی مناسبت سے اور یا جو اس نے اپنی کتابوں میں ان احادیث کو ان سے استناد کیا ہے کہ صاحب ریاض العلماء اور بعض دیگران کے شیعہ ہونے کے معتقد ہیں ، جبکہ وہ اس سے غافل ہیں کہ بعض اجلّہ کی تصریح کے موافق ، اس نے اپنی کتاب میں کئی جگہ پر خلافت خلفاء کی تصریح کی ہے اور ان کے فضائل کو نقل کیا ہے ۔ ۔ ۔ شیخ ابراھیم نے بہت سی سودمند تالیفات انجام دی ہیں کہ بین الفریقین تمام کتابوں میں مشہور واشہر کتاب فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والائمۃ من ذرّیتہم ہے ، آپ نے ۷۲۲ھ ق میں ۷۸ سال کی عمر میں عراق میں وفات پائی (مدرس تبریزی ، میرزا محمد علی ریحانۃ الادب ، ج ۲ ، ص ۷۶)

جانتے ہیں کہ آپؑ کی شخصیّت محکم واستوار ہے۔آپؑ کا روضہ، مقدس ورفیع ہے، بہت بخشنے والے اور سخاوت کرنے والے ہیں۔

آپؑ کے جود وسخا کے بادل سب پر سایہ دار تھے، آپؑ کی الطافات میں کوئی خلل نہ تھا، آپؑ کی حمایت اور پناہ بہت تھی ، بزرگوں کے امیر ، آل یسین خاندان عبد مناف کے چشم چراغ ، طاہر ومعصوم ،حقائق علوم سے آگاہ، رموز اسرار مکتوم میں دانا، آئندہ وگذشتہ اور جو مقتضی حال تھیں اُن سب کی خبر دینے والے، خداوند سبحان کی رضایت کے مورد، اور ہر حالت میں اُس سے راضی اس بنا پر علی بن موسی الرضا علیہ السلام کہ اللہ تعالی کا درود وسلام، محمدؐ اور اُن کے خاندان پر ہو ''رضا'' سے ملقب ہوئے(۱)

ذہبی (متوفی ۷۴۸ ھ ق)

شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، شافعی، حافظ، محدث اور مورّخ ہیں وہ، امام رضا علیہ السلام کے علم وبیان ودیانت کو بہت محکم جانتے ہیں کہ وہ دلوں میں مقام حاصل کرتا ہے، اور آپؑ اس قدر عالیشان تھے کہ بزرگ مقام کے اہل اور خلافت وزمامداری مسلمین کی شائستگی رکھتے تھے(۲)

۱۔ جوینی خراسانی، ابراھیم بن محمد، فرائد السمطین، ج ۲، ص ۱۸۷۔

۲۔ ذھبی، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، ج ۹، ص ۳۸۸ اور ۳۹۲، ج ۱۳، ص ۱۲۱۔

ابن صبّاغ مالکی (متوفی ۸۵۵ھ ق)

ابن صباغ، مالکی مذہب کے محدث اور فقیہ بعض اہل علم سے نقل کرتے ہیں:
مناقب علی بن موسی الرضا علیہ السلام ارجمند ترین اور وسعت ترین مناقب و وفضائل کے مالک اور ان کی کرامات متواتر اور ختم نہ ہونے والی ہیں، آپؑ کے ساتھ دوستی اور وابستگی قابل تعریف وستائش اور سب کیلئے پسندیدہ ہے۔ آپؑ کی خصوصیات شگفت انگیز اور بے نظیر ہیں، آپؑ کی سیادت، راہنمائی، شرافت اور نجابت اوج پر ہے. جو اُن کے دوست ہیں وہ اوج سعادت کو حاصل کرتے ہیں اور جو اُن کے مخالف ودشمن ہیں وہ نحوست سے دوچار ہوجاتے ہیں۔
آپؑ کے آباء کا شرف صبح روشن سے روشن تر ہے اور خورشید تاباں سے درخشندہ تر ہے۔ اخلاق وسیرت وصفات اور دانش آپؑ کی خصوصیات وعلامتیں ہیں اور ہر طرح کے تکبّر سے دُور ہیں اور آپؑ کا بلند نسب جو اُنھوں نے اپنے اباء سے ورثہ میں حاصل کیا ہے وہ اس کے میراث دار ہیں اور روشن طریقے والی راہنمائی کرنے والے ہیں۔ وہ سب کے سب کرم وسخاوت، پاکی وطہارت جسم وروح میں ایک متعادل ہم پلہ ستون کی طرح برابر ہیں. عزت وافتخار، نصیب اہل بیت بلند مقام ہے اور ان کا ستارہ بلند وبزرگی تمام ستارہ آسمان پر اشراف وبلندی رکھتا ہے، اہل بیت علیہم السلام اعلیٰ صفات سے مزین وآراستہ اور کمال پر ہیں۔۔۔۔۔اور

اس بلند ومتعالی مرتبہ پر فائز ہیں کہ اگر کوئی اُن سے دُور ہوجائے یا اُن سے آگے نکلنے کی فکر میں ہو تو تباہ اور بے اعتبار ہوجائے گا، اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں نے اُن کی منزلت وشان کو گھٹانے کی بہت کوشش کی ہیں اور ہر دُشوار مرکب پر سوار ہوتے ہیں تا کہ اُن کے بلند محاسن اور یگانگت کو متزلزل اور پراکندہ کرسکیں، لیکن خداوند نے اُن کو رفعت اور بلندی عطا کر رکھی ہے اور اُن کو خوبیوں کا مجموعہ بنایا ہے۔ دشمنوں نے اہل بیت علیہم السلام کے بہت سے حقوق کو ضائع اور تباہ کیا لیکن اس حال میں بھی خداوند متعال نے اُن کے حقوق کی رعایت اور دفاع میں کوئی اہمال اور سستی نہ آنے دی(۱)

فضل اللہ بن روزبہان خنجی (۲) (متوفی ۹۲۷ھ ق)

وہ امام رضا علیہ السلام سے اپنی عقیدت وارادت اور مودّت اس طرح بیان کرتے ہیں: بغیر کوئی اختلاف کے آنحضرتؑ امام برحق ہیں۔ آنحضرتؑ کے

۱۔ ابن صبّاغ مالکی، علی بن محمد، الفصول المھمة فی معرفة الائمة، ص ۴۰۲۔

۲۔ شافعی متکلم وفقیہ؛ ۸۵۰ الی ۸۶۲ کے سالوں میں شیراز میں متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اسی شہر میں حاصل کی، مدینہ میں چند سال امام محمد سخاوی وعلی بن ابی عبداللہ فرجی جیسے اُستادوں سے تحصیل علم کیا۔ جمادی الثانی، سال ۹۰۹ھ ق میں شہر کاشان میں کتاب ابطال، نہج الباطل واہمال کشف العاطل تحریر کی جو کہ علامہ حلی (۷۲۶ھ ق) کی تالیف کردہ کتاب نہج الحق وکشف الصدق کی رد میں لکھی گئی۔ اسی سال ماہ رجب میں ,,وسیلة الخادم الی المخدوم در شرح الصلوات چہاردہ معصوم، تالیف کی۔ قاضی نوراللہ شوشتری (۱۰۱۹ھ ق) احقاق الحق وازھاق الباطل وعلامہ محمد حسن مظفر (۱۳۷۶ھ ق)، دلائل الصدق کو کتاب ابطال نہج الباطل ابن روزبہان کی رد میں تحریر کیا۔ (رجوع کریں: جعفریان، رسول، مقدمہ وسیلة الخادم، ص ۷۔۴۵)

منافت وفضائل کی حد نہیں ہے۔مناقب وفضائل آنحضرتؑ بہت زیادہ مشہور و معروف اور ظاہر ہیں اور اُمت کے ہر گروہ نے جیسے عرفا وعلماء وحکماء نے آنحضرت کے علوم سے بہرہ مند ہوئے ہیں اور آثار امامت ووراثت نبوت اور وصایت آنحضرتؑ میں ظاہر تھے۔۔۔۔آنحضرتؑ بہترین خصال کے مالک، نیک کام کرنے والے اور نیک سیرت تھے(۱)۔۔۔آنحضرتؑ جامع انواع محاسن صوری معنوی، خلقی اور خُلقی کا کامل نمونہ تھے کہ گویا نیکیاں آپؑ کی صفت ذات میں سے تھیں اور احسان آپؑ کی صناعت، آپؑ سند وبرہان سے تھے، جس کی بنا پر عوام حق کا اظہار کرنے پر مضبوط ہوئے اور آنحضرتؑ انس وجن پر اللہ تعالی کی حجت ہیں(۲)۔۔۔اور آنحضرتؑ صاحب جود ومروت اور نیکو کار ہیں (۳) ۔۔۔۔۔ جن کی آنکھیں عیاں تھیں آپ کے وجود میں، حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انوار درخشندہ تھے یعنی ارباب تحقیق جانتے ہیں کہ انوار حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام رضا علیہ السلام کے اعضاء وجوارح میں ظاہر وباہر تھے(۴) آنحضرتؑ آیات توحید کو لوگوں پر آشکار کیا اور اظہار واعلام ایمان آپؑ کی تعلیم

۱۔فضل اللہ بن روزبہان، وسیلۃ الخادم الی المخدوم، ص ۲۱۱۔

۲۔ایضا،ص ۲۱۲۔

۳۔ایضا،ص ۲۱۳۔

۴۔ایضا،ص ۲۱۴۔

سے لوگوں پر ظاہر ہوئی(۱)۔۔۔۔آنحضرتؑ بلند و بالا مرتبہ پر تھے اور بالاترین علم وعرفان کے بلند و بالا درجہ پر فائز جیسے کہ بیان ہوا ہے

ارباب علم و معرفت کے بہت سے گروہ آنحضرؑت سے استفادہ کرتے تھے اور علمی مشکلات آنحضرتؑ سے حل کرواتے تھے، فقہاء، مشکلات فقہ اور اس کی باریکیاں آنحضرتؑ سے حل کرواتے تھے، اطباء علم ابدان کی پیچیدگیاں، آنحضرتؑ کی معیّت دُور کرتے تھے۔حکماء، معارف الٰہی و طبیعی کو آنحضرتؑ کے انوار کے سائے میں کشف کرتے تھے۔ عرفا آداب طریق حقیقت و اسرار مکاشفات، آپؑ کے طور وطریقے سے حاصل کرتے تھے (۲)،۔۔۔آپؑ ہر حال میں، ہر کام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اقتداء کرنے والے تھے(۳) وہ امام رضا علیہ السلام پر صلوات اور حدیث سلسلۃ الذھب کے بارے میں اپنے تجربے اس طرح بیان کرتے ہیں: اس حقیر وفقیر نے تجربہ کیا ہے کہ جب بھی وہ کسی مریض کی عیادت کو جاتے اور اگر اُس پر اجل کے آثار نہیں ہوتے تھے، تو صدق وخلوص سے جب بھی یہ حدیث سلسلۃ الذہب اسناد اُس پر پڑھی، تو حق نے اُس کو اُس دن شفاء کرامت فرمائی اور اِس میں صحت کے اَثرات ظاہر ہونے لگتے اور یہ

۱۔ایضاً ص ۲۱۵۔

۲۔ایضاً ص ۲۱۷۔

۳۔ایضاً ص ۲۲۳۔

اس فقیر کے تجربات میں سے ہے(۱)

وہ ،کتاب مہمان نامہ بخارا میں اسی تجربہ کا ذکر کرتے ہیں ۔ اس حدیث (حدیث سلسلۃ الذہب) کی خصوصیات میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے اگر خلوص و صدق سے کسی خستہ حال جو کہ نزدیک مرگ ہو اور اُس کی اجل میں تاخیر ہو، اگر اُس کے سرہانے اِس اَسناد کو پڑھا جائے توفی الحال اس پر اَثر صحت(۲) ظاہر ہونے لگیں گے، اِس فقیر نے بہت سے ایسے خستہ حال مریضوں پر پڑھا ہے اور اِس کے اَثر کا تجربہ کیا ہے (۳)

خواندمیر (متوفی ۹۴۲ھ ق)

وہ، کتاب ''تاریخ حبیب السیر'' میں لکھتے ہیں: مشرق سے مغرب تک کے قرب و جوانب میں رہنے والے اس امامؑ کے بلند مرتبہ ، عظیم الشان اور وافر احسان کا اعتراف کرتے ہیں اور معتقد ہیں بلکہ تمام افراد انسانی آپؑکے مناقب و فضائل، اس پسندیدہ و حمیدہ شخصیت کو اپنے ضمائر کے صحائف پر رقم کیا اور محفوظ رکھتے ہیں. آپؑ کی کرامت جتنی بھی تصور کی جائے، اس متصور شدہ سے بھی زیادہ

۱۔ ایضا، ص ۲۱۷. نیز ملاحظہ فرمائیں: طبسی ،محمد محسن، حدیث سلسلہ الذہب از دیدگاہ اہل سنت، ۱۸۰/۲۰
۲۔ آقای منوچہر ستودہ، ۱۳۸۴ش، ص ۳۴۲ ''صمت'' میں ذکر ہوا ہے جو سیاق کلام کے ساتھ ہماہنگ نہیں
۳۔ فضل اللہ بن روزبہان، مہمان نامہ بخارا، ص ۳۴۲۔

ہے.آپؑ کی امامت،آپؑ کے بزرگ آباء کی جانب سے منصوص، معین ومقرر ہے

عزوجلالت کے بال وپر میں، علم وفضیلت محیط ہے
مشرق ومغرب کے امامؑ، آل پیغمبرؐ سے ہیں
ان کے حرم مقدس کی خاک، چاندوستاروں کا سجدہ گاہ ہے
ان کے پاس جو غبار ہے وہ اختر کی نگاہوں کا سرمہ ہے(۱)

محیی الدین لاری (متوفی ۹۳۳ھ ق)

تاریخ اسلام کے اولین خلفاء کی مدح میں اشعار کہنے کے بعد یہ اشعار بیان کیئے:

جیسے کے علیؑ خاک سے انتساب رکھتے تھے
نبیؐ نے آپؑ کی کنیّت ابوتراب رکھی
اس نے خاک سے کتنے پھول پیدا کیئے
ان کی خوشبو جاوید عالم میں پھیل گئی
چمن کو سنبل وگل سے زیب وزینت دی
حسنؑ کے گیسو اور حسینؑ کا چہرہ
وہ دونو دونہال روز دین تک ہیں

۱۔خواندمیر، غیاث الدین بن ہمام الدین حسینی، تاریخ حبیب السیر، ج۲،ص۸۳۔

بھرے ہوئے ہیں پھولوں سے اور یاسمن سے
ہردم اس باغ سے میوہ بارور ہوتا ہے
ہرتازہ تر سے تازہ تر آجاتا ہے
وہ دس اور دو (ائمہ اثنا عشر) ملک کے بروج جیسے ہیں
جہان کو منظّم کیا آسمان سے زمین تک
اس چمن سے ایک اور گل آیا
جیسے کہ اس کی روح مقدس بلبل
خاک خراساں مشک کی بو بنی
مخلوق اس بو کی جستجو میں ہے
اپنے خیال میں اس کی صفت میں کیا کہوں
اُن (امام رضا علیہ السلام) کے روضہ مقدس کی خبر پیغمبرؐ نے دی (۱)
خلق محمدؐ اور علیؑ کا کرم
علی الرضاؑ نے ان کو واضح و آشکار کیا

۱۔ حدیث نبوی کی جانب اشارہ ہے" ستدفن بضعة منی بخراسان ما زارها مكروب الا نفس الله كربته و لا مذنب ا لا غفر الله ذنوبه"(ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص ۶۳۵؛ جوینی خراسانی، ابراھیم بن محمد، فرائد السمطین، ج۲، ص ۱۹۰)

جو بھی اس سلسلہ سے پیوست ہو جاتا ہے
وہ ستم حادثہ سے وارستہ ہو جاتا ہے
میں نے اس روضہ میں ریاضت کی ہے
اس گل وگلزار کی بو سے میں خوش ہوں (۱)

ابن عامر شبراوی (متوفی ۱۱۷۲ھ ق)

شیخ عبداللہ بن محمد شافعی جو ابن شبراوی کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ امام رضا علیہ السلام کو آٹھواں امام جانتے ہیں کہ آپؑ کی شخصیت باوقار، متین، کریم جلیل اور باشکوہ ہے (۲)

یوسف بن اسماعیل نبھانی شافعی (متوفی ۱۳۵۰ھ ق)

وہ امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام کو بزرگ ائمہ و چراغ امت، اہل بیت نبوت سے معرفی کراتے ہیں کہ علم وعرفان وکرم وجوانمردی کے معدن ہیں۔ آنحضرتؑ بلند وبالا مقام پر فائز ہیں اور آپؑ کا نام شہرہ آفاق اور آپؑ بہت زیادہ صاحب کرامت ہیں (۳)

۱۔ محیی الدین لاری، فتوح الحرمین، ص ۳۱۔۳۳

۲۔ ابن عامر شبراوی، عبداللہ بن محمد، الاتحاف بحبّ الاشراف، ص ۱۵۵۔

۳۔ عطایی، محمد رضا، امام رضا علیہ السلام در آثار دانشمندان اہل سنّت، ص ۵۳ (بانقل از جامع کرامات الاولیاء، ج ۲، ص ۲۱۱)

سید محمد طاہر ہاشمی شافعی (متوفی ۱۴۱۲ھ ق)

اُن کا نسب ابو یزید برزنجی کے طریق سے امام کاظم علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔اور صوبہ کرمانشاہ کے شہر اوانسر سے تعلق تھا. اپنی کتاب مناقب اہل بیت علیہم السلام از دیدگاہ اہل سنت، جس کی تالیف اُنھوں نے بارہ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ ق میں مکمل کی تھی لکھتے ہیں: اگر میں چاہوں روحی لذت وفیوضات وبرکات ، جذبات و سرور، شوق وشور کے جو حالات، اس کتاب مستطاب کی تالیف میں اس فقیر کیلئے حاصل ہوئے تھے، پھر دوبارہ کہتا ہوں، تقریر وتحریر کے وقت جو کیفیات روحی و عرفانی ومعنوی عارض ہوئی ہیں، الحق، بیان وآشکار کرنے سے عاجز ہوں۔

حق سبحانہ وتعالی اپنی رحمت، اس حقیر وضعیف پر اپنی منت اور وسعتِ فضل کے واسطہ سے مداوم رکھے(۱)

۱۔ ھاشمی شافعی، سید محمد طاہر، مناقب اہل بیت علیہم السلام از دیدگاہ اہل سنت، ص ۴۵۳۔

فصل سوم

اہل سنت اور امام رضا علیہ السلام کے مرقد مطہر کی زیارت

امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی جب ۲۵ ذی حجہ سال ۲۰۱ ہجری میں اعلان ہوا تو بغداد کے لوگوں کے ایک گروہ نے اس کو قبول کیا لیکن خاندان بنی عباس اور اُنکے حامیوں نے بغداد میں امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی کے بارے میں ناخوشنودی کا اظہار کیا اور آنحضرتؑ کے نام پر بیعت اور سبز لباس پہنے سے اجتناب کیا، اُنہوں نے اس کام کو فضل بن سھل کا نقشہ اور منصوبہ جانا جو مامون کا وزیر تھا، جس نے خلافت کو عباسیوں سے جدا کرنے کیلئے یہ کام کیا تھا. اس بنا پر پہلی یا پانچویں محرم ۲۰۲ ہجری قمری میں مامون کے چچا ابراھیم بن مہدی عباسی جو گانا گانے والا، طبلہ وغیرہ بجانے والا اور شراب خوار تھا، کی بیعت کر لی اور اُس کو مبارک کا لقب دیا اور اُس نے مامون کو خلافت سے خلع وعزل کا فرمان صادر کیا

جس کی وجہ سے خلافت کے تابع سرزمینوں اور علاقوں میں بے ضابطگی عروج پر پہنچ گئی۔

حضرت رضا علیہ السلام اسی حالت کو طول دینا اُمت اسلامی کے مفاد میں نہیں دیکھ رہے تھے، سرداران لشکر کی درخواست پر، مامون کو صادقانہ قدم اُٹھانے کے لئے، جنگ اور آشوب سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کے لئے جو اس میں گرفتار تھے، یہ خبر دی(۱) کہ فضل بن سھل نے مامون سے، بغداد کے لوگوں کی ولایت عہدی آنحضرتؑ سے، نارضائی مخفی رکھی ہوئی ہے، مامون نے تحقیق کے بعد عراق کے لوگوں کو آرام کرنے کیلئے مرو سے بغداد جانے کا عزم کیا، فضل بن سھل، مامون کے ساتھ اس سفر میں ہمراہی نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن مامون نے تعہد نامہ اُسے دیا اور وہ اُس کے ہمراہ چلنے کو تیار ہو گیا لیکن اُسے سرخس کے حمام میں قتل کر دیا گیا۔ مامون نے اس کے بعد امام رضا علیہ السلام کو سخت نظر بند رکھا اور اس بہانے سے کہ امام رضا علیہ السلام عبادت و نماز میں مشغول ہیں، لوگوں کے آنے جانے اور آنحضرتؑ سے ملاقات کرنے سے روک دیا(۲) امام طوس میں تین روز اور یا ایک قول کے مطابق بارہ یا تیرہ دن گذارنے کے بعد ماہ صفر ۲۰۳ ہجری قمری کے آخری

۱۔ ناجی، محمد رضا، امام رضا علیہ السلام، ص ۴۹-۵۰۔

۲۔ ایضا، ص ۵۳۔

دن شہید کر دیئے گئے۔

اکثر مورّخ، امام علیہ السلام کی شہادت کو زہر کھانے کا سبب بتاتے ہیں جو کہ انگور یا انار کے ذریعے سے مامون نے زہر آلودہ کیا تھا(۱) شہادت کے دوسرے دن لوگوں نے طوس میں اجتماع کیا اور احتجاج کیا کہ مامون نے امام رضا علیہ السلام کو ظالمانہ انداز سے قتل کیا ہے، مامون نے محمد بن جعفر صادق سے جو کہ امام رضا علیہ السلام کے چچا تھے ، سے درخواست کی کہ لوگوں کو آرام کریں اور اُن سے کہیں کہ ابوالحسنؑ کو آج نہیں دفنایا جائے گا۔ لوگ یہ سن کر چلے گئے، مامون کے دستور کے مطابق امام علیہ السلام کے پیکر مطہر کو شبانہ غسل و کفن دیا گیا(۲) اور باغ حمید بن قحطبہ جو قریہ سناباد اور نوقان طوس کے مضافات میں ہے، ہارون الرشید (متوفی ۱۹۳ھ ق) کی قبر کے آگے سپرد خاک کر دیا گیا(۳)

روایات اور تاریخی اخبار کی بنا پر آنحضرتؑ کی شہادت کے بعد روضہ مطہر امام رضا علیہ السلام کی زیارت مورد توجہ عموم مسلمیں اعم از شیعہ وسنی قرار پائی، امام جواد علیہ السلام اور امام ھادی علیہ السلام سے جو روایات نقل کی گئی ہیں ان میں آپ کے پدر گرامی حضرت امام رضا علیہ السلام کے مرقد مبارک کی آگاہی کے

۱۔ ایضا، ص ۵۵۔

۲۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۵۸۹۔۵۹۱۔

۳۔ ایضا، ج ۱، ص ۳۴۔

ساتھ زیارت کے بارے میں تاکید کی گئی ہے (۱) عبدالعظیم حسنی (متوفی ۲۵۲یا ۲۵۵ھ ق) میں امام جواد علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں، ,,میں حیران ہوں کہ قبر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کروں یا آپؑ کے پدر گرامی کے روضہ کی جو طوس میں ہے؟ آپؑ کی رائے کیا ہے؟ امامؑ نے نم آنکھوں سے فرمایا: زوّار مرقد اباعبداللہ الحسینؑ بہت ہیں لیکن میرے والد کی قبر جو طوس میں ہے اُس کے زوّار کم ہیں (۲)

یہ ہی سوال و جواب علی بن مہز یار نے امام جواد علیہ السلام سے نقل کیا ہے (۳) محمد بن سلیمان نے امام جواد علیہ السلام سے سوال کیا اگر انسان اپنے حج واجب کو انجام دے دے، آیا بہتر ہے کے دوبارہ حج کو جائے یا خراسان میں حضرت علی بن موسی الرضا علیہ السلام کی زیارت کو جائے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: خراسان جائے، میرے والد کو سلام کرے، یہ افضل ہے، البتہ اس کا سفر، میرے والد کی زیارت کے لئے ذی الحجہ میں نہ ہو، تا کہ اُس پر اعتراض نہ کیا جائے (۴)

۱۔ایضا، ج۲،ص ۶۲۹۔۶۴۷۔

۲۔ایضا، ج۲،ص ۶۳۰

۳۔ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲،ص ۶۴۴۔

۴۔ایضا،ص ۶۳۵۔۶۳۶، زیارت امام رضا علیہ السلام کی فضیلت کے بارے میں جو احادیث ہیں مطالعہ فرمائیں : جوینی خراسانی، ابراہیم بن محمد، فرائد السمطین، ج۲،ص ۱۸۔۱۹۸۔

ابن خزیمہ (۳۱۱ ھ ق) و ابو علی ثقفی (۳۲۸ ھ ق)

حاکم نیشابوری کہتے ہیں: ابوبکر بن محمد بن مؤمّل بن حسن بن عیسی سے میں نے سنا اُنھوں نے کہا: پیشوا اہل حدیث ابوبکر بن خزیمہ (۱) اور اُن کے ہم پلہ ابو علی ثقفی (۲) اور ہمارے اُستادوں میں سے ایک گروہ نیشابور سے زیارت مرقد علی بن موسی الرضا علیہ السلام طوس کی جانب نکلے، ابن خزیمہ نے مرقد امام رضا علیہ السلام کے قریب ایسی تواضع واحترام و تعظیم وتضرع دکھایا کہ ہم سب

۱۔ محمد بن اسحاق سلمی ملقب امام الائمہ اور نیشابور میں مقیم محدث وفقیہ تھے۔ انھوں نے اپنی زادگاہ نیشابور میں ابن راہویہ (متوفی ۲۳۸ ھ ق) سے درس حاصل کیا، حدیث وفقہ کے حصول کیلئے مرو، رے، بغداد، کوفہ، آبادان، شام، قاہرہ آبادان، شام، قاہرہ، اسکندریہ وحجاز کا سفر کیا۔ صاحبان صحاح ستّہ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداود، سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ) کے مشائخ روایی کا ایک گروہ، آپ کے مشائخ روایی تھے۔ اور حتی بخاری و مسلم نے بھی آپ سے روایت کی ہے، ابن خزیمہ کے شاگردوں اور راویوں میں ابن حبّان بستی، ابو علی نیشابوری، ابو حامد بن شرقی، ابوبکر احمد بن مھران مقری نیشابوری و علی بن حسین بن بابویہ قمی کو یاد کر سکتے ہیں۔ وہ فقہی مجتہد تھے جو کہ کتاب وسنت کی اساس پر بلکہ دیگر ادلہ کی بنا پر حکم دیتے تھے۔ ان کی فقہ، فقہ شافعی کے بہت قریب تھی، لیکن بعض موارد میں امام شافعی وحتی اتفاق فقہای اربعہ (ابو حنیفہ، مالک، شافعی، واحمد بن حنبل) کے خلاف فتوا دیا۔ وہ فقہ امامیہ و خارجی (خوارج) سے بھی آشنائی رکھتے تھے (,,ابن خزیمہ'' دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، ج ۳، ص ۴۱۶)

۲۔ محمد بن عبد الوھاب، محدث، متکلم، عارف وفقیہ شافعی، اُنھوں نے بغداد، ری، نیشابور میں تحصیل حدیث کی۔ اور مسائل کلامی میں اپنے استاد ابن خزیمہ کے ساتھ ہم رائے نہ تھے، اور بعض مسائل کلامی کو لوگوں کے رائج عقیدہ کے خلاف بیان کرتے تھے۔ یہ ہی وجہ تھی کہ زندگی کے آخری حصّہ میں خانہ نشین اور بہت سی سختیوں کو برداشت کیا۔ آپ کی مجلس وعظ بہت جاذبیّت کی حامل تھی جس کو آپ کی سحر خیزی اور خلوت شبانہ کی وجہ جانتے تھے، ان کا جنازہ بہت پر شکوہ تشییع کے بعد ۳۲۸ ھ ق نیشابور میں سپرد خاک کیا (جہان بین ،نستوہ ''ثقفی، محمد'' دانشنامہ جہان اسلام ج ۹، ص ۹۳)

شگفت زدہ ہو گئے (۱) اس وقت وہاں سلطان کا خاندان : آل شاذان ابن نعیم اور آل شنقشین اور نیشابور کے علویوں کا ایک گروہ کے علاوہ ہرات وطوس اور سرخس کے بھی زائر وہاں پر اس کے شاھد تھے کہ اُس نے اس طریقہ سے زیارت کی کہ سب بہت خوش ہوئے اور شکرانہ کے طور پر صدقہ بھی دیا اور سب کے سب کہنے لگے کہ یہ (ابن خزیمہ) اس طرح سے آداب زیارت بجا نہ لاتے اگر وہ زیارت سنت اور فضیلت کو نہ جانتے ہوتے (۲)

ابن حبّان بستی (متوفی ۳۵۴ھ ق)

ابن حبّان بستی جو شافعی محدث (۳) ،مورّخ ،لغوی ،قاضی اور فقیہ تھے کتاب الثقات میں لکھتے ہیں : علی بن موسی الرضا علیہ السلام اہل بیت اور بنی ہاشم کے عقلاء، بزرگوں اور دانش مندوں میں سے ہیں آپؑ کا مرقد سناباد، نوقان کے

ا۔ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج ۷،ص ۳۳۹۔

۲ ۔جوینی خراسانی، ابراہیم بن محمد، فرائد السمطین ، ج ۲،ص ۱۹۸۔

۳۔ابوحاتم محمد بن حبّان شہر بست (جنوب شرقی افغانستان کا قدیمی شہر) میں مقدمات علوم یاد کئے۔ سال ۳۰۰ھ ق میں علم کی جستجو میں نیشابور تشریف لے گئے، دانش حدیث کیلئے خراساں کے بہت سے شہروں، ماوراءالنہر ، عراق، حجاز، شام اور مصر کا سفر کیا۔ ان کے قول کے مطابق دو ہزار سے زیادہ ان کے مشائخ تھے۔ طولانی سفر کے بعد ۳۳۴ھ ق کو نیشابور لوٹ آئے۔ بہت سے افراد نے ان سے حدیث نقل کی ہے (رفیعی، علی، ''ابن حبّان''، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، ج ۳،ص ۳۰۳)

پاس، قبر ہارون الرشید کے کنارے مشہور و معروف ہے، لوگ اُن کی زیارت کو جاتے ہیں اور میں خود بھی اس روضہ کی زیارت کئی مرتبہ کر چکا ہوں ۔ جب بھی میں طوس تھا تو جو بھی مشکل مجھ پر وارد ہوتی تو زیارت مرقد علی بن موسی الرضا ''ان کے اُوپر اور اُن کے جد پر اللہ کا درود و سلام ہو'' انجام دیتا اور اللہ تعالی سے چاہتا تو اللہ تعالی میری دعا کو درجہ استجابت پر پہنچا دیتا اور مشکل حل ہو جاتی اور وہ سختی مجھ سے برطرف ہو جاتی ۔ اس طرح کے کام کو کئی مرتبہ تجربہ کیا اور نتیجہ حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالی ہمیں محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے اہل بیت علیہم السلام میں موت دے (۱)

روداد ابن حوقل (۲) (متوفی ۳۶۷ ھ ق کے بعد)

وہ، کتاب صورۃ الارض میں بیان فرماتے ہیں: قبر علی بن موسی الرضا شہر نوقان کے باہر واقع ہے ۔۔۔ قریہ سناباد میں یہ زیبا مقبرہ مضبوط قلعہ میں قرار پایا ہے اور لوگ وہاں پر معتکف ہوتے ہیں (۳)

۱۔ ابن حبّان، محمد کتاب الثقات، ج ۸، ص ۴۵۶۔۴۵۷۔

۲۔ ابوالقاسم محمد بن حوقل یا محمد بن علی نصیبی (نصیبینی) تاجر، سیّاح، و عرب جغرافیہ دان عرب، چوتھی صدی قمری میں نصیبین، بین النہرین علیا میں متولد ہوئے تھے ۔ ۷ رمضان، ۳۳۱ ھ ق کو بغداد سے سفر کا آغاز کیا، شمالی افریقہ سے اسپین، افریقی صحرا کی جنوب سرحدیں، مصر ارمنستان، آذربائیجان، خوزستان، فارس، خوارزم، ماوراء النہر اور سیسیل جیسے علاقوں کا سفر کیا (شعار، جعفر ''ابن حوقل'' دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، ج ۳، ص ۳۸۱۔۳۸۴)

۳۔ ابن حوقل، ابوالقاسم محمد، سفرنامہ ابن حوقل، ص ۱۶۹

روداد حدود العالم

کتاب، حدود العالم من المشرق الی المغرب، جو سال ۳۷۲ھ ق میں تالیف ہوئی ہے(۱) میں تحریر ہے: نوقان میں مرقد مبارک علی بن موسی الرضاؑ واقع ہے اور لوگ وہاں زیارت کیلئے آتے ہیں (۲)

روداد مقدسی (متوفی ۳۷۵ھ ق) (۳)

انھوں نے سامانیاں (۲۷۹-۳۸۹ھ ق) کے دور میں خراسان کا سفر کیا تھا تو وہ شہر نسا کے معمر افراد سے نقل کرتے ہیں: طوس کے لوگ ہر دو جہان میں سرفراز ہیں، ہیں، دنیا میں اِس وجہ سے کہ دوسروں لوگوں سے پہلے خراسان کے لوگ اسلام کو قبول کیا اور آخرت میں اس وجہ سے بھی آگے ہیں کہ خداوند فرماتے ہیں'' یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِ مَامِهِمْ''(۴) علی ابن موسی الرضا علیہ السلام فاضل ترین امام

ا۔مینورسکی، اس کتاب کے مؤلف کو ابن فریغون جانا ہے جو شہر جوز جان میں لکھا گیا تھا اور جغرافیہ جہان کے بارے میں، پہلی کتاب جغرافیہ ہے جو کہ زبان دری (فارسی) میں ہے، (رضا زادہ، شفارودی، معصومہ ''حدود العالم'' دانشنامہ جہان اسلام، ج ۱۲ ص ۷۱۵)۔

۲۔حدود العالم، ص ۲۹۴۔

۳۔شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد مقدسی، جغرافیہ دان وسیّاح مسلمان وصاحب احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، جو کہ اسلامی ممالک کی جغرافیہ کے موضوع پر تالیف کی گئی ہے اور ۳۷۵ھ ق میں تمام ہوئی تھی، انہوں نے فلسطین، شام، جزیرۃ العرب، عراق وایران کا سفر کیا ہے، اُس نے اِس اَثر میں جغرافیہ طبیعی، معاشیات، سماجی، انسانیات اور عوام کے اعتقادات پر لکھا ہے منزوی، علی نقی ''احسن التقاسیم فی معروفۃ الاقالیم'' دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، ج ۶ ص ۶۶۸۔

۴۔اسراء (۱۷):۷۱۔

میں سے ہیں جو اُن کے نزدیک ہیں (۱) مقدسی کی روداد کی بنا پر اِس دور میں طوس کے لوگ اکثر شافعی مذہب کے پیرو تھے (۲) اس کے باوجود سلاطین سامانی کے امراء جو مذہب حنفیہ کے پیرو تھے (۳) لیکن بارگاہ رضوی کی آبادکاری اور زیارت کے لئے اہتمام کرتے تھے؛ مقدسی فرماتے ہیں: قبر علی بن موسی الرضا طوس میں واقع ہے اور اس کے لئے مضبوط فصیل بنائی گئی ہے جس میں مکانات اور بازار ہیں۔ عمید الدولہ فائق (متوفی ۳۸۹ھ ق) (سامانی سرداروں میں سے) نے قبر کے قریب مسجد بنائی اور اس جیسی مسجد سارے خراسان میں نہیں ہے (۴)

۱۔ مقدسی، محمد بن احمد، احسن التقاسیم، ج ۲، ص ۴۶۸۔

۲۔ ایضاً، ص ۴۷۴۔

۳۔ ناجی، محمد رضا، تاریخ وتمدن اسلامی در قلمرو سامانیان، ص ۴۰۰۔

۴۔ مقدسی، محمد بن احمد، احسن التقاسیم، ج ۲، ص ۴۸۸، نیز ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۲، ص ۷۰۶۔

ابومنصور محمد بن عبدالرزاق طوسی (۱) (متوفی ۳۵۰ھ ق)

شیخ صدوق (متوفی ۳۸۱ھ ق) ابومنصور محمد بن عبدالرزاق طوسی سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ایام جوانی میں اہل مشہد پر میں نے بہت سختی کر رکھی تھی، راستے میں زائرین کو بہت تنگ کر رکھا تھا۔ ان کا مال ومتاع لوٹ لیا کرتا تھا، ایک روز شکار کے ارادے میں باہر آیا اور تازی (شکاری کتا) کو ایک ہرن کے پیچھے لگا دیا، ہرن فرار ہونے کے بعد حضرت رضا علیہ السلام کے مزار والی دیوار کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور پناہ حاصل کی، شکاری کتا بھی اُس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور حملہ نہ کیا، جتنی بھی کوشش کی کہ شکاری کتا اُس پر حملہ کرے، مگر نہ کیا، جب ہرن وہاں سے دُور ہوا، تو شکاری کتے نے بھی اُس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ہرن ایک حجرے میں جو کہ مزار کے پاس تھا وارد ہوا، میں بھی اُسی طرف گیا اور ابونصر مقری سے پوچھا کہ ابھی یہاں ایک ہرن وارد ہوا تھا وہ کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: میں نے کوئی ہرن نہیں دیکھا، میں اُس راستے پر چل پڑا جدھر ہرن گیا تھا مگر ہرن کے فضلہ وغیرہ کے اَثر کے علاوہ وہاں کچھ اور نہ دیکھ سکا، اس کے

۱۔ دورۂ سامانی میں خراسان کے مشہور سپہ سالار اور حاکم طوس تھے؛ ان کے فرمان پر ان کے وزیر ابومنصور معمری نے ایران کی آثار قدیمہ کی روایات اور خبروں کو جمع کیا اور اس طریقے سے شاہنامۂ ابومنصوری کو بطور نثر تدوین کیا مگر اس کا صرف مقدمہ محفوظ رہ سکا، اس بارے میں بہت دقّت نظر سے کام لیا مگر نا تمام رہا۔ یہ وہ اہم ترین ماخذ ومنبع ہے کہ فردوسی نے اپنے شاہنامۂ کو اس کی اساس پر تحریر کیا (خطیبی، ابوالفضل، ''ابو منصور بن عبدالرزاق'' دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی ج ۶، ص ۲۹۰۔۲۹۳)

بعد اللہ تعالی سے عہد کیا اور نذر کی کہ امام رضا علیہ السلام کے کسی زوار کو نہ ڈراؤں گا بلکہ اُن کی حاجات میں بھی مدد کروں گا، اُس وقت سے ہر دُشواری اور مشکل میں اِس مرقد مطہر سے پناہ مانگتا ہوں، اور زیارت کرتا ہوں، اللہ تعالی سے اپنی حاجات کی منظوری چاہتا ہوں، خداوند بھی میری حاجت کو پورا کرتا ہے، اور یہ سب اس مشہد کی برکت سے ہے (۱)

اُنھوں نے حاکم طوس ''بیوردی'' کے نام سے معروف تھا اور صاحب اولاد نہیں تھا، کہتا ہے: کیوں مشہد الرضا نہیں جاتے ؟! کیوں وہاں دُعا نہیں کرتے کہ خداوند تجھے فرزند عطا فرمائے۔ میں حاجتیں رکھتا تھا اور اس جگہ پر اللہ تعالی سے درخواست کی اور اُس نے منظور کیں۔

حاکم نے کہا، میں مشہد گیا اور مرقد رضا علیہ السلام کے پاس دُعا کی تا کہ خداوند مجھے فرزند عطا فرمائے ، اُس دعا کے بعد خداوند نے مجھے بیٹا عنایت فرمایا :

ابو منصور نے جب میری دعا کی استجابت کے بارے میں یہ خبر سنی، تو مجھے انعام و اکرام سے نوازا (۲)

۱۔ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲ص ۷۰۱-۷۰۲۔

۲۔ایضا، ج۲،ص ۶۸۶-۶۸۷۔

ابو بکر حمامی فرّاء

آپ اہل حدیث میں سے تھے وہ کہتے ہیں: بعض لوگوں نے ودیعت کے طور پر میرے پاس مال رکھا اور میں نے اسے نیشابور کے ایک علاقے ''سکۃ الحرب'' میں چھپا دیا مگر اس جگہ کو بھول گیا ، ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ زیارت مزار علی بن موسی الرضا علیہ السلام کو جا رہے تھے میں بھی اُن کے ہمراہ مشہد الرضا پہنچ گیا اور مرقد حضرت رضا علیہ السلام کی زیارت کی اور اللہ تعالی سے درخواست کی کہ اموال رکھنے کی جگہ کو مجھے بتا دے اور مجھے اُس مخفی جگہ کا الہام ہو گیا واپس جا کر اُس جگہ کو دیکھا اور اموال کے ملنے پر، اموال کو اس کے صاحب کے حوالے کر دیا اور اس نے اپنا مال حاصل کر لیا.اس کے بعد اس آدمی نے اس واقعہ کی لوگوں کو خبر دینا شروع کی اور لوگوں کو حضرت رضا علیہ السلام کی زیارت کی ترغیب دینا شروع کر دی (۱)

ابوالحسن علی بن حسن قہستانی

شیخ صدوق اور حاکم نیشابوری نے اس سے نقل کیا ہے کہ اُنھوں نے کہا : مرورود میں تھا کہ ایک مصری بنام حمزہ سے ملاقات کی اس نے کہا : میں مصر سے مشہد الرضا طوس کی زیارت کے لئے آیا ہوں، جب میں مشہد (حرم) میں زیارت

ا۔ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۸۸۔

کے لئے گیا تو اس وقت سورج غروب ہونے کے نزدیک تھا۔۔۔اُس کے بعد نمازِ عشاء کو میں نے پڑھا، خادم نے چاہا کہ دروازے کو بند کرے ، تو میں نے اُس سے درخواست کی کہ رات مسجد میں رہنے دے کیونکہ بہت دُور سے آیا ہوں اس نے میری خاطر دروازے کو باہر سے قفل کیا اور چلا گیا، تو میں ساری رات صبح تک نماز و عبادت میں بسر کی(۱)

ابونصر مؤذّن نیشابوری

شیخ صدوق اور جوینی خراسانی (متوفی ۷۳۰ھ ق) ابونصر موذّن نیشابوری سے نقل کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا: میں اتنا بیمار ہوا کہ سخن کرنے کی طاقت نہ رہی، ذہن میں آیا کہ مرقد حضرت رضا علیہ السلام کی زیارت کو جاؤں اور وہاں پر دعا اور توسل کروں، امام رضاؑ کو پروردگار کی درگاہ میں شفیع بناؤں تا کہ خداوند عافیت وسلامتی مجھے عطا کرے پس سواری پر سوار ہو کر، قصدِ زیارت مشہد (الرضا) کی خاطر چل پڑا ، مرقد حضرت رضاؑ کے سر کی جانب دو رکعت نماز پڑھی اور سجدہ میں دعا و تضرع کرتے ہوئے صاحب قبر کو شفیع قرار دیا تا کہ خداوند میری زبان کی گرہ کو کھول دے، سجدہ میں نیند آگئی کیا دیکھا کہ قبر امام رضاؑ شکافتہ ہوئی ہے کہ نورانی شخص قبر سے باہر تشریف لائے اور کہا: اے ابا نصر!

۱۔ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۸۹۔۶۹۰؛ جوینی خراسانی، ابراہیم بن محمد، فرائد السمطین، ج ۲ ص ۱۹۶۔

کہو "**لاالہ الااللہ**"، میں نے اشارہ کیا کہ زبان بند ہے اور تکلم کرنے کی قوت نہیں رکھتا ہوں؟! دوبارہ محکم آواز میں مجھے فرمایا: قدرت خداوند کا انکار کر رہے ہو؟ کہو "**لاالہ الا اللہ**"، میری زبان کھل گئی اور میں نے کہا "**لاالہ الا اللہ**" پھر خوشی کے ساتھ پیدل گھر پہنچا اور اس کے بعد کبھی بھی اس مرض میں مبتلا نہ ہوا(۱)

شیخ صدوق، محمد بن احمد سنانی نیشابوری: حمومیہ جوشکر خراسان کے اُمراء میں سے تھے، بلخ اور رے کے دو شخص اور طبرستان کے ایک گروہ کی جانب سے بارگاہ امام رضاؑ کے بارے میں ذکر کیا ہے(۲) اسی طرح وہ محمد بن حبیب ضبّی کی کتاب سے قصیدہ بیان کیا کہ اس میں زیارت امامؑ کا اشارہ کیا گیا ہے:

قبران مقترنان هذا ترعة جنوية فيها يزار امام

دو قبر ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ یہ (مرقد امام رضا علیہ السلام) گلزار یا بہشتی باغ ہے جہاں امام کی زیارت کی جاتی ہے(۳)

ابن نجّار (متوفی ۶۴۳ ھ ق) عبداللہ بن محمد جمال زوزنی نامی شخص کا ذکر کرتا

۱۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۹۵۔۶۹۶؛ جوینی خراسانی، ابراہیم بن محمد، فرائد السمطین، ج ۲، ص ۲۱۸۔

۲۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج ۲، ص ۶۹۷۔۷۰۴۔

۳۔ ایضا، ص ۶۱۸۔۶۲۳۔

ہے جو زیارت حضرت رضاؑ کو گیا ، اور بارگاہ کے خادموں کہ اجازت سے اس بقعہ مطہر میں ساری رات تلاوت قرآن انجام دیا تھا(۱)

حاکم نیشابوری (متوفی ۴۰۵ھ ق)

وہ کہتے ہیں : خداوند نے روضہ حضرت رضا علیہ السلام سے مجھے بہت سی کرامات دکھائی ہیں؛ از جملہ سخت سردیوں میں میرے لئے چلنا بہت دُشوار و سخت ہو گیا تھا روضہ حضرت رضا علیہ السلام کی زیارت کو گیا اور وہاں سے کرباسی جوتے پہن کر واپس نوقان آیا تو میرے پاؤں کا درد ختم ہو چکا تھا اور سلامتی کے ساتھ نیشابور لوٹ آیا(۲)

ابوالحسین محمد بن علی بن سہل

وہ فقیہ تھے، کہتے ہیں: جو بھی دینی یا دنیوی مشکل مجھے پیش آتی تو اس کے حل کے لئے زیارت قبر (حضرت) رضا (علیہ السلام) پر پہنچتا اور قبر کے نزدیک دعا کرتا تو خداوند میری حاجت کو منظور اور اس میں گشائش پیدا ہو جاتی(۳)

۱۔ابن نجار، ذیل تاریخ بغداد، ج۴،ص ۱۳۹۔۱۴۰۔

۲۔جوینی خراسانی، ابراہیم بن محمد، فرائد السمطین، ج۲،ص ۲۲۰۔

۳۔ایضا۔

ابوالحسن بن ابی بکر فقیہ

وہ کہتے ہیں: خداوند میری تمام حاجتوں کو، نزد مشہد الرضا میں اجابت کرتا ہے از جملہ خداوند سے فرزند کی درخواست کی اور خداوند نے مجھے فرزند عطا فرمایا(۱)

حاکم نیشابوری نے علی بن محمد بن یحییٰ سے نقل کیا ہے اور اس نے ابوالفضل بن نصر صونی سے نقل کیا ہے اور اس نے محمد بن ابی علی صائغ سے کہ اس نے کہا: ایک آدمی سے جو مرقد الرضا (علیہ السلام) کے پاس کھڑا تھا اور اس کا نام فراموش کر چکا ہوں، سنا وہ کہہ رہا تھا، میں قبر اور صاحب قبر کے بارے میں مردّد تھا، میرا دل بعض چیزوں کے بارے میں جو اُن (امام رضاؑ) کی شرافت میں کہی گئی تھیں انکار کر رہا تھا، اس تردد میں تھا کہ قرآن مجید سے استخارہ کیا اور یہ آیت (۲) تین بار تکرار ہوئی ﴿ وَ يَستَنبِئُونَکَ اَحَقٌّ قُل هُوَ اِی وَ رَبِّی اِنَّهُ لَحَقٌّ ﴾ (۳)

بیہقی (متوفی ۴۷۰ھ ق)

ابوالفضل محمد بن حسین بیہقی، دبیر و رئیس دیوان رسالت حکومت غزنوی اور مورّخ معروف ایرانی (۴) تحریر کرتا ہے: بوالحسن عراقی دبیر... وصیت کی کہ اس کے

۱۔ ایضا۔

۲۔ یونس (۱۰): ۵۳۔

۳۔ جوینی خراسانی، ابراہیم بن محمد، فرائد السمطین، ج ۲، ص ۲۱۸۔

۴۔ بیہقی کا مذہب بعض نے شافعی اور بعض نے حنفی جانا ہے: سمیعی احمد، بیہقی، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، ج ۱۳، ص ۴۸۷

تابوت کو مشہد علی بن موسی الرضا رضوان اللہ علیہ طوس لے جا کر، وہاں دفن کر دینا اس کام کا معاوضہ اُنھوں نے اپنی حیات میں دے دیا تھا اور مشہد مقدس کے زیر زمین پانی کی نہریں جو خشک ہو چکی تھیں ان کو روان کروایا اور کاروان سرائے بنوائے ۔ زیر زمین پانی کی نہریں اور کاروان سرائے کے لئے دیہی علاقوں میں جائیدادوں کو وقف کیا۔ میں خود ۴۳۱ھ ق کو طوس گیا۔۔۔ جب نوقان پہنچا تو تربت رضا رضی اللہ عنہ کی زیارت کی، ابوالحسن عراقی کی قبر کو اس جگہ کی مسجد میں دیکھا۔۔۔اور اس کی میں نے زیارت کی (۱)

امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ ق)

وہ متکلم، حکیم اور عارف ایرانی اور شافعی فقیہ ہیں، سال ۵۰۳ھ ق میں جب سلجوقی سلطان نے آپ سے درخواست کی کہ دربار میں تشریف لے آئیں تو اُنھوں نے اپنے ماضی کے بارے میں یوں کہا: سلطان شہید۔ ملکشاہ (۲) کے روزگار میں بیس سال گذارے اور اس سے بغداد و اصفہان میں درجات دیکھے اور چند بار سلطان اور امیر المومنین (۳) کے دربار میں اہم فرائض انجام دیئے

۱۔ بیہقی، محمد بن حسین، تاریخ بیہقی، ص ۱۲۔۷۔۱۳۔

۲۔ سلطان ملکشاہ سلجوقی (سلطنت: ۴۶۵۔۴۸۵ھ۔ق) اور اس کا وزیر نظام الملک جوینی زیارت بارگاہ امام رضا علیہ السلام سے مشرف ہوئے تھے (حسینی، علی بن ناصر، اخبار الدولۃ السلجوقیہ، ص ۷۴)

۳۔ خلیفہ عباسی۔

اورعلوم دین میں ستر کتابوں کے نزدیک تالیف کیں ، پس دنیا کواس طرح سے دیکھا، کچھ ایسے ہی روزگار گذارے، ایک مدت بیت المقدس اور مکہ میں رہا اور قبرابراہیم خلیل (صلوات اللہ علیہ) پرعہد کیا کہ کسی سلطان کے پاس نہیں جاؤں گا، سلطان سے مال حاصل نہیں کروں گا مناظرہ اورتعصّب کا مظاہرہ نہیں کروں گااوراب بارہ سال ہونے کو آئے ہیں کہ اسی عہد پر برقرار ہوں، امیرالمومنین خلفاءعباسی اور دیگر سلاطین کی درخواست پرمعذرت چاہی ۔ اب مجھے آپؑ (امام رضاؑ) کی مجلس عالی سے اشارہ ملا ہے کہ (طوس) پہنچوں۔آپؑ کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے مشہدالرضا علیہ السلام میں حاضر ہوا ہوں اوراپنے عہد کی وجہ سے حکومتی لشکر گاہ نہیں گیا اور مشہدالرضا میں کہتا ہوں، اے فرزند رسول! آپؑ شفیع بنیں تا کہ اللہ تعالی ملک اسلام کو دنیا میں آپؑ کے آباء کی عظمت سے محفوظ رکھے اور آخرت میں سلیمان کے مرتبہ تک پہنچائے جو سلطان بھی تھے اور پیغمبر بھی (۱)

ا۔ ہمائی، جلال الدین، غزالی نامہ، ص ۱۲۷۔

سنائی غزنوی (متوفی ۵۳۵ھ ق)

سنائی ایران کے مشہور شاعر، حکیم اور عارف تھے۔ امام رضا علیہ السلام اور آپؑ کی قبر مبارک کے زائرین کی مدح میں اشعار کہے ہیں:

خراسان میں دین کا ایک حرم ہے
دشوار محشر تمھارے لئے آسان ہو جائے گا
شریعت احمدؐ کا معجزہ ہے
یہ دین یزدان کی حجت ہیں
حاجتوں کی منظوری کیلئے جو ہمیشہ راہ ہے
اور مغفرت کا اشارہ ان کا ہی دروازہ ہے
جیسے کعبہ ہر جگہ، آدمیوں سے پُر ہے
اور جیسے عرش فرشتوں سے پُر ہے
فرشتوں کے ساتھ جلوہ پرواز
روح وصی کے ساتھ بلندی میں
رفعت اس کی حرم مقدس سے ہے
اس کی ہیبت سے اس کی اساس شرافت وار
اس سے دور ہوا تو قرار نہیں ہے

نزدیک رہے تو آنکھیں حیران ہیں
اس کے راستے پر زائرین کی آبرو
تو بہشت بھی ان راستے کے بیابانوں پر فدا ہے
قرآن سے نہیں کہا کہ وہ اولوا الامر ہیں
یہ دعوی نہیں بلکہ وہ برہان بزرگ ہیں
ایمان نے نہیں کہا کہ ان سے خلق کامیاب ہوتی ہے
توبہ نے نہیں کہا کہ گنہ کار عذر کریں
خاتم الانبیاء کے وہ جسم سے ہیں
سید الاوصیاء کی وہ جان ہیں
فردوس سے زیادہ ان کا بقعہ ہے
اس تربت سے رضوان نے گلستان کیا
وہ توحید کی جملہ شرائط سے ہیں
ان ہی سے اصل ایمان حاصل ہے
مدینہ میں یہ معنی وجود میں آیا
خراسان میں اس کا دعوی کیا
موسی آل جعفر کے دور میں

موسی آل عمران کی عصمت کے ساتھ
ان کی محبت کے سبب سے نجات اور توفیق ہے
ان کا کینہ رکھنے والے ہلاک اور ذلیل ہیں
آئین دین خدا اور شرح جو احمد نے دی ہے
ہر ایک پر، کافر ہوں یا مسلمان
کیوں کہ وہ نائب رسول ہیں
خدائے احسان بھی اس کی وجہ سے
اہل قبلہ کے معتبر افراد
تمام دینوں کے دین کے معتمد حضرات سے
کوئی نہیں ہے جو کہ ان سے راضی نہ ہو
اور کوئی نہیں ہے جو ان سے ناراضی ہو(۱)

۱۔ دیوان سنائی، ص ۴۵۱۔۴۵۲۔

منتجب الدین جوینی(۱) (متوفی ۵۵۲ ھ ق کے بعد)

انھوں نے عتبة الکتبة نامی کتاب میں لکھا ہے: جب مشھد مقدس معظّم مطھر رضوی سے، کہ اس کے ساکن پر درود وسلام ہو، گذرا اور طوس میں ٹھہرنے کا موقع حاصل ہوا تو اس بنا پر واجب جانا کہ اُن کی زیارت سے فیض حاصل کروں اور نیاز مندی سے خضوع وخشوع کی حالت کے ساتھ حاجت طلب کی تا کہ اللہ تعالی میرے ذہن کو اور مجھے ذکاوت وصفائی کرامت عطا فرمائے ۔۔۔۔ میں جان چکا تھا کہ اس بقعہ شریف سے خیر وبرکت کا دروازہ کھولتا ہے اور یہ سب اس سید بزرگوار کی کرامات سے ہے، کہ اُن پر اور اُن کے آباء پر سلام ہو(۲)

انھوں نے کتاب رقیةالقلم میں اپنی ایک اور مشکل کا اشارہ کیا اور فرمایا ہے: میں انتہائی مشکلات سے، تنگ آ کر امیر المومنین علی بن موسی الرضا کے مشھد مبارک پہنچا اور آپؑ کی روح پاک سے مدد کا طلبگار رہا، گریہ وزاری سے متبرک مقام پر روتا رہا اور اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ سے میں نے درخواست کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میری دعا کو درجہ اجابت پر پہنچایا(۳)

۱۔ سلطان سنجر سلجوقی (حکومت ۵۱۱۔۵۵۲ ھ ق) کے مقرب منشی اور ان کے دیوان انشاء کے رئیس تھے۔

۲۔ بدیع، عتبة الکتبہ، ص۳۔۴۔

۳۔ رقیة القلم، ج۱، ص ۷۸۔۷۹۔ رسول جعفریان سے نقل ہے، ’’شماری از زائران سنی امام رضا علیہ السلام تا قرن ششم‘‘ زائر، شمارہ ۵۵۔۵۶، ص۶۶

ابوالحسن محمد بن قاسم فارسی

شہاب الدین ابوسعید عبدالمالک بن سعد بن عمرو بن ابراہیم کتاب نزھۃ الاخبار میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ زکی ابوالفتوح محمد بن عبدالکریم بن منصور بن غیلان سے سنا ہے کہ اُنھوں نے کہا: میں ہر اُس کام کو ناپسند کرتا تھا جو کہ مشہد الرضا کی زیارت کا ارادہ رکھتا تھا اواس کو جائز نہیں جانتا تھا اور میں خود اس کا سختی سے پابند تھا ، یہاں تک ایک رات ، خواب دیکھا : طوس مشہد (الرضا) میں ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قبر امام رضاؑ کے پاس حالت نماز میں ہیں پس میں نے ایک آواز سنی جو یہ کہہ رہا تھا: جو بھی پسند کرتا ہو کہ اس قبر کو دیکھے اور اس کی زیارت کرے، تو اللہ تعالیٰ اُسے سختیوں اور بلاؤں سے نجات دے گا، تو اسے چاہئے وہ اس قبر کی زیارت کو آئے کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے برگزیدہ ہیں کہ اس جگہ دفن ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب اشارہ کیا۔

پسینے سے شرابور، میں خواب سے بیدار ہوگیا، اپنے خادم کو آواز دی کہ سواری کو فوراً تیار کرے اور کسی کے انتظار کے بغیر زیارت امام رضا علیہ السلام کو چلا آیا اب سال میں دو بار زیارت کیلئے جاتا ہوں (۱)

۔۱۔ جوینی خراسانی، ابراہیم بن محمد، فرائد السمطین ، ج ۲، ص ۱۹۷۔

روداد حمد اللہ مستوفی (متوفی ۷۴۰ھ ق)

امام معصوم علی بن موسی بن جعفر رضی اللہ عنہم کا عظیم مزار، طوس سے چار فرسنگ کے فاصلے پر، سنا آباد کے دیہات میں واقع ہے اور مشہد طوس مشاہیر کے متبرکہ مزارات میں سے ہے جو اب ایک شہر کی صورت اختیار کر چکا ہے(۱)

روداد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ ق)

مشہد (مرقد) علی بن موسی الرضا طوس میں ہے اور لوگ وہاں زیارت کو جاتے ہیں(۲)

روداد صفدی شافعی (متوفی ۷۶۴ھ ق)

صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی، علی بن موسی الرضاؑ کو بارہ اماموں میں سے ایک جانتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ آپؑ کے مزار کی زیارت کی جاتی ہے(۳)

روداد کلاویخو (متوفی ۸۱۴ھ ق)

آپ کاستیل سپین کے بادشاہ، ہانری سوم کے سفیر تھے

۱۔ مستوفی، نزہۃ القلوب ص ۲۱۵

۲۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج۹ ص ۳۹۳، ج۶ ص ۲۷۴

۳۔ صفدی، الوافی بالوفیات ج ۲۲، ص ۲۴۹

جو ۸۰۴ھ ق میں تیمور کے دربار سمرقند کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ اپنے سفر نامے میں لکھتے ہیں ''مشہد ایک اہم زیارتی شہر ہے لوگ گروہی شکل میں اس شہر کے اطراف واکناف سے ہر سال یہاں آتے ہیں ۔ جو بھی زائر زیارت کرنے کے بعد واپس پلٹتا ہے تو اس کے ہمسایے اور رفقاء آ کر اُس کی قبا کا بوسہ دیتے ہیں اور۔۔۔۔۔ جب میں اس جگہ پہنچا تو مجھے بھی اس مکان مقدس اور بارگاہ کی زیارت کے لئے لے گئے اس کے بعد ایران میں جہاں بھی جاتا تو زبانوں پر یہ ہی تھا کہ اِنھوں نے مشہد کی زیارت سے شرف حاصل کیا ہے اور اس مکان مقدس کو دیکھا ہے تو لوگ ہم سے ملاقات کو آتے اور ہماری قباؤں کو بوسہ دیتے تھے ''(۱)

روداد میر خواند (متوفی ۹۰۳ھ ق)

آپ اپنی کتاب **روضۃ الصفا** میں رقم طراز ہیں: مشہد مقدس اور مرقد امام رضا علیہ السلام بطور مطلق ایران اور آفاق میں سیر وسلوک رکھنے والوں صغیر وکبیر کے لئے مقام مرجع ہے. طبقات اولاد آدم اور قبائل روم وہند اور تمام سرحدوں اور علاقوں سے، ہر سال اپنے خاندان والوں سے مفارقت اور شہروں سے مہاجرت کرتے ہوئے اس آستان فرخندہ نشان کی جانب توجہ کرتے ہیں

۱۔ کلاویخو، گوانزالس، سفر نامہ کلاویخو، ص ۱۹۲۔۱۹۳

اور مراسم زیارت وطواف بجالاتے ہیں اور اس عظیم فیض کو دنیا وآخرت کا سرمایہ سعادت جانتے ہیں(۱)

فضل اللہ بن روز بہان خنجی (متوفی ۹۲۷ ھ ق)

وہ ۹۰۹ ھ ق تک کاشان میں گذر و بسر کرتے تھے کتاب **وسیلة الخادم الی المخدوم** کے مقدمہ میں، جو کہ شرح صلوات چہاردہ معصوم علیہم السلام کے بارے میں نگارش کی گئی ہے اور اہمیت زیارت کے بارے میں لکھتے ہیں: حوادث روزگار اور مشکلات چرخ ناپائیدار، طرح طرح کی سختیوں اور ابتلاؤں کے امتحان پیش آئے، جھنجھوڑ دینے والے غم، خوف کی سختیوں کے ساتھ اور شدت کے ساتھ ضمیمہ ہوگئے، بھائیوں کا فراق، جو شہر کے اجلہ افراد میں سے تھے نزدیک ہوگیا۔ حالات کا نامساعد ہونا، بھائیوں اور دوستوں کا فقدان غم وحزن کی بلندیوں تک پہنچ چکا تھا....فی الجملہ غموں محن کا غالب آنا اور عموم لوگوں کا بندے کے بارے میں نامناسب گمان رکھنا، اپنے ہی حال پر میں متحیر ہو چکا تھا۔ تو صفحہ دل سے اِن غموں اور پریشانیوں کو دُور کرنے کے واسطے نقش تفکر تحریر کرنے شروع کردیئے اور لاعلاج درد کا دواخانہ استقامت، بزرگان دین کی قبور کی جانب تصویر کیا، غور وفکر کیا کہ اصحاب قبور سے استعانت لوں کہ ہر ایک کی قبر، بیت المعمور ، جہانِ

ا۔ میرخواند، محمد بن خاوند، تاریخ روضۃ الصفا، ج ۳ ص ۲۱۰۳

آخرت ہے اور اصحاب حاجت کے لئے کعبہ مقصود ہے اور امت کے تمام طوائف متفق ہیں کہ ان سے استعانت ، غم سے موجب نجات اور عرب وعجم کیلئے حصول حاجات ہے اور اس میں امت کے اولین وآخرین کا اختلاف نہیں ہے پس اس معنی کا مقصد اور مقصود، چہاردہ معصومین علیہم السلام کی قبور، جو افلاک کے خزانوں کے صندوق اور زیور ہیں، اس خاکِ خانہ میں جانتا ہوں، اور اپنی تمام تر توجہ کو اُن کے آستانِ قبلہ پر مرکوز کیا۔ اور اُن کی ارواح مقدسہ کی جانب مکمل تولا کے ساتھ رجوع کیا کیونکہ ہر ایک کے آستان پر مرقد مطہر کے لئے قدم بوسی جو کہ کواکب آسمان کی مانند اطراف واکناف میں منتشر ہیں ، جانا میسر نہ تھا تو تمام صدق دل اور توجہ کامل کے ساتھ، دل کو اُن کی ولا سے بھرتے ہوئے، اور زبان کو صلوات وسلام کے ساتھ اُن اجلہ کرام علیہم صلوات اللہ و سلام الملک العلام میں مصروف ومشغول رکھا اس طریقہ سے بلیات سے نجات اور راہ حصول مقاصد حاجات، اس توجہ اور ابلاغ صلوات میں منحصر دیکھا ۔اللہ تعالیٰ اُن کے ذکر کی برکت سے جو کہ اجلہ سادات ہیں اور خلاصہ کائنات ہیں، اِس غریب کے تمام مقاصد، امکان غیب سے حل فرمائے اور آئینۂ ضمیر پر جو زنگ غم، کدورت حزن والم ہے اس کو دُور فرمائے۔

یارب! تیری بارگاہ میں گریہ وزاری اور آہوں کی حالت میں آیا ہوں

اگر چہ بہت ہی گناہوں کے ساتھ آیا ہوں!

یارب! نبیؐ اور اُن کی آلؑ کے واسطے سے مجھے بخش دے

کیونکہ میں غلامی کے راستے سے تیری پناہ لینے آیا ہوں

''والله یعصمنامن النار ببرکتهم ویوصلناالی الجنة فی خدمتهم''(۱) (۲)

حضرت رضا پر درود وصلوات اور آپ کے مرقد مطہر کی زیارت کی توفیق کے لئے اس طرح دعا کرتے تھے: الہاً، پروردگارا، حیاً، قیوماً! حضرت محمدؐ عربی کے حق کا واسطہ ہے....اور علی بن موسی الرضاؑ کے حق کا واسطہ ہے کہ جو آنحضرتؐ کے جسم مقدس کا حصّہ ہیں کہ اس سال (۹۰۹ھ ق) میں مجھے اُن کے روضہ مقدس کی زیارت کرنے کی خیر وعافیت کے ساتھ توفیق عطا فرما(۳) اس درود وسلام کے آخر میں آرزو کرتے ہیں: (زیارت مرقد حضرت رضا علیہ السلام) خیر وعافیت کے ساتھ توفیق دے اور اس کتاب'' **وسیلة الخادم الی المخدوم** '' کی تلاوت کو آستان قدس امام رضا علیہ السلام میں ، اس مرقد مطہر میں، دوستوں محبوں اور موالیان اہل بیت کی خاطر کی جائے۔ کیا محبت وتولائے

۱۔ خدایا! ہمیں، آئمہ طاہرین علیہم السلام کی برکت سے آتش دوزخ سے محفوظ فرما اور ہمیں اُن کی خدمت گذاری کی خاطر جنت میں پہنچا دے

۲۔ فضل اللہ بن روز بہان، وسیلة الخادم الی المخدوم ،ص۵۴۔۵۶

۳۔ ایضاً ص ۲۱۸۔۲۔

آنحضرتؑ سے، شیعہ قدیم الایام سے عاجزی ومحبت کے ساتھ مدد مانگتے جبکہ آنحضرتؑ کا سینہ خزانے سے لبریز ہے، یہ فقیر ایسا ہی چاہتا ہے اور ہر واقعہ مشکل جو کہ اِس فقیر کو پیش آئے تو باطن اقدس آنحضرتؑ سے اس بارے میں مدد چاہتا ہوں اور اسی کو طریقہ نجات جانتا ہوں اور ہر مشکل اور مصیبت میں آنحضرتؑ کی روح مقدس سے عون ومددگار رہوں(۱)

اُنھوں نے امام رضا علیہ السلام کو خواب میں دیکھنے کے بعد یہ اشعار کہے:

امامؑ کے روضہ پر سلام ہو
علی بن موسی الرضا علیہ السلام
عاشق منتظر سے سلام ہو
جو سرگرداں، سختیوں میں مبتلا ہے اسکا سلام
اس پیشوا پر جو کریم وکرم ہے
اس مقتدا پر جو بلند مقام پر ہے
جو شہد شہادت کو حلاوت جانتا ہے
دشمن کے زہر سے جہان تلخ ہوا
اس کی شہادت گاہ، روضہ، خلد بریں ہے

۱۔ایضاً ص ۲۲۸۔۲۲۹

خراسان اس سے بن گیا دار السلام

اس سے بن گئی جنت ہشتم

کہ بن گئی امام ہشتم کی منزل گاہ

ان کو جو زہر آلود انگور دیئے گئے تھے ا

اس سے محبّ وہ گرا رہے ہیں خون سے بھرے جام

میرا چہرہ ایک رات خواب سے بنا

اس کے شوق سے ہو گئی مجھ پر نیند حرام

علی کی مانند شیر پر، ایک مرد سوار

امین (۱) اس کی رکاب میں کمینہ غلام (۲)

کتاب مہمان نامہ بخارا میں، فضل اللہ بن روز بہان نے ایک غزل کہی ہے جس میں امام رضا علیہ السلام سے اپنے عشق کو بیان کیا ہے اس میں وصال یار اور زیارت امام رضاؑ جو پیکرِ مہر و وفا ہیں، کے لئے دُعا کرتے ہیں:

" اللهم ارزقنا بلطفک و فضلک و کرمک و امتنانک زيارة قبر ه المقدس و مرقده المونس ، واغفر لنا ذنوبنا و اقض جميع

۱۔ ''امین'' یہ فضل اللہ بن روز بہان کا تخلص ہے

۲۔ فضل اللہ بن روز بہان، وسیلۃ الخادم الی المخدوم، ص ۲۲۹

حاجا تنا ببر کتہ"(۱)

موصوف نے ربیع الاول ۹۱۰ھ ق زیارت امام رضا علیہ السلام سے فیض حاصل کیا(۲)

فضل اللہ بن روز بہان، کتاب **وسیلة الخادم الی المخدوم**، شرح صلوات چہاردہ معصومؑ کو روضہ مقدس میں قرائت کیا اس کے بعد اس کا نسخہ آستان قدس رضوی کے لئے وقف کر دیا تا کہ جو بھی محبّ اور زائر یہاں آیا ہو، اس کی زیارت مرقد مطہر کے لئے کچھ دنوں کے لئے ہو یا کم دنوں کیلئے اس سے فائدہ حاصل کر سکے (۳) اور یہ فقیر بھی انشاءاللہ تعالیٰ درجملہ محبان ثناءخوان اور موالیان آنخضرتؑ میں شامل ہو...اور متولی بارگاہ کو یہ کتاب تفویض کی گئی ہے اور بار گاہ کے متولی عالی جناب محمد الحسینی الموسوی الرضوی اس کتاب کو جہاں مصلحت جانے وہاں رکھے اور ضبط فرمائے۔ اور اوقات اجتماعات اور دو پہر کے وقت اس کو اس روضہ میں گھمائے تا کہ زائرین اس کی قرائت سے مستفیض ہو سکیں(۴)

موصوف نے اس یادداشت کے مقدمہ میں اشعار کہے ہیں؛

۱۔ فضل اللہ بن روز بہان، مہمان خانہ بخارا، ص ۲۳۰

۲۔ ایضاً، ص ۳۵۱

۳۔ یعنی جو گذرتے ہوئے یا کمی وقت میں زیارت کرے

۴۔ فضل اللہ بن روز بہان، **وسیلة الخادم الی المخدوم**، ص ۵۲

موسیٰ کے مانند بے ہوش ہو جاتا ہے جو اس قبہ کو دیکھتا ہے

جیسے کوہ طور پر اللہ تعالیٰ کا تجلی دیکھا ہو

اپنی آنکھوں کو، نور حق کو، اس قبہ سے روشن کیا

اگر کوئی اہل محروم، آنکھوں سے نابینا ہو

اے ''امین'' (۱) سلطان علی بن موسیٰ الرضا کے قبہ سے

تو ہر طرف صد آفتاب اس درخشاں سے فیض لیتا ہے (۲)

موصوف نے شیبک خان ازبک (محمد خان شیبانی) کے ہمراہ امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے فیض حاصل کیا آنحضرتؑ کی زیارت کی جو فضیلت اور برکتیں ہیں وہ سب کتاب مہمان نامہ بخارا میں تحریر کیا ہے : اور زیارت قبر مکرم ومرقد معظم حضرت امام آئمۃ الہدیٰ سلطان الانس والجن امام علی بن موسیٰ الرضا الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین الشہید بن علی المرتضی صلوات اللہ وسلامہ وعلی سیدنا محمد وآلہ الکرام....موجب حیات دل وجان ہے۔تمام عالم کی مرادیں اس درگاہ بابرکت سے حاصل ہوتی ہیں۔اور فی الواقع کہا جائے یہ مبارک اور افضل منازل ہے اور یہ مقام تمام اوقات میں

۱۔''امین''، یہ فضل اللہ بن روز بہان کا تخلص ہے

۲۔ایضاً،ص ۵۱۔۵۲

تلاوت قرآن کریم سے مقرون ہے اور کہا جائے کہ اسلام کے عبادت خانوں میں یہ عبادت خانہ ہے۔ کبھی بھی یہ مرقد عالی، نیازمندوں سے خالی نہیں ہے اور کیوں ایسا نہ ہو کیونکہ وہاں اس امام کی قبر مطہر ہے جو کہ مظہر علوم نبویؐ اور وارث صفات مصطفویؐ، امام برحق اور راہنمائے مطلق اور صاحب زمان اور وارث نبوت بحق ہیں......

ہزاروں دفاتر اگر اُن کی منقبت میں لکھے جائیں
تو تب بھی آپؑ کے کمال اعلیٰ تک نہیں پہنچ سکتے (۱)

۱۔ فضل اللہ بن روز بہان، مہمان نامہ بخارا، ص ۳۳۶

موصوف نے منقبت امام ثامن، ولی ضامن امام ابوالحسن علی بن موسی الرضا صلوات اللہ علیہ وسلامہ‘‘ کی منقبت میں ایک قصیدہ کہا ہے:

امام روضہ رضوان علی بن موسی

رضا وراضی ومرضی ومرتضی زمان

ہمام وہادی ومہدی اور ہاشمی صورت

امام وآمر ومشکور اور مکہ مسکن ہے

علم وحلم وکرم کے ساتھ بزرگ اہل ہدایت ہیں

ہر ایک کے اتفاق حسن سے اہل روایت کے حبیب ہیں

میرا دل اُن کے وصال کی جانب مائل ہے اُن کے راستے کی خاک پر میرا رُخ

اگر ان کی راہ میں خار ہوں تو بھی خواری سے خود کو اس راستے میں رکھوں گا

سمن کی جگہ اس کے راستے کے خار کو آنکھوں میں رکھوں گا

ان کے شوق میں شمع آتش کی مانند مجھے روشن کیا

تن ودل مشتاق تھا عشق میں اگر کوئی اس عالم میں اس کی بہشت کا مائل ہو

اس سے کہو اس خاک کو منہ کے ساتھ بوسہ دو

حفاظت کرنے والا ہے محمدؐ عربی شاہ ولایت علیؑ عالی کے فن کا واسطہ

واسطہ دو سبط مبارک اور شاہ زین العابدین

بحق باقرؑ و صادقؑ اور کاظمؑ خوب
بحق شاہ رضاؑ جوارض قدس میں ساکن ہیں
بحق شاہ تقیؑ ونقیؑ جو درد ورنج میں صابر ہیں
واسطہ ہے عسکریؑ اور حجت خدا مہدیؑ کا
کہ ان بارہ سے روح وبدن کی نجات ہے
اے امین سو بار رضاؑ کی خاک پر فدا ہو
کہ وہ درد کا چارہ کرنے والے اور شفیع ہیں(۱)

خواند میر (متوفی ۹۴۲ھ ق)

آپ، حضرت رضا علیہ السلام کی کرامات کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں، آن جناب کے مرقد معطر مشہد منور کے فیوضات اور برکات بے حساب وکتاب ہیں اور خامہ شکستہ کی زبان میں اُن اُمور کی تفصیل مقدور نہیں ہے پس اختصار کے طریقہ سے اس کا سیر وسلوک کیا ہے(۲)

۱۔ فضل اللہ بن روز بہان، مہمان نامۂ بخارا ص ۳۳۷۔۳۳۸
۲۔ خواند میر، غیاث الدین بن ہمام الدین حسینی، تاریخ حبیب السیر، ج ۲، ص ۹۱

فصل چہارم

سیرت امام رضا علیہ السلام

امام رضا علیہ السلام کی سیرت اور روش زندگی، اپنے اباء ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی سیرت،قرآن وسیرت نبویؐ کی تعلیمات کی مانند تھی البتہ اسی اساس اور بنیاد پر، شرائط زمانی اور مکانی اور عرف جامعہ ومخاطبین پر بہت توجہ رکھتے تھے جیسے کہ کسی نے آپؑ سے کہا کہ زیبندہ اور فاخرہ لباس آپؑ کے لئے مناسب نہیں ہے تو آپؑ نے فرمایا : یوسفؑ پیغمبر اور فرزند پیغمبر تھے لباس زیبند پہنتے تھے..... ایسے اُمور اُن کے مقام معنوی کو کم نہیں کرتے تھے ۔ وہ جو امام پر لازم ہے وہ عبارت ہے: مقام فرمان اور داوری میں عدالت برقرار کرنا، عہد کی پاسداری، سچائی اور صداقت،....حلال اور حرام خدا واضح ہیں...کوئی ضعیف ایمان رکھتا ہے وہ پسند کرتا ہے کہ میں بوریے پر بیٹھوں اور کھردرا لباس پہنوں،لیکن میری زندگی

کا زمانہ اس طرح کے مسائل کی اقتضائے مصلحت کے مطابق نہیں ہے (۱)

ابراہیم بن عباس (متوفی ۲۱۸ھ ق) نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی کا کچھ زمانہ دیکھا ہوا ہے۔ وہ امام رضا علیہ السلام کے اخلاق اور سیرت کے بارے میں کہتے ہیں: کبھی بھی یہ نہیں دیکھا گیا کہ امام رضا علیہ السلام اپنے گفتار سے کسی کو رنجیدہ خاطر کیا یا کسی کے کلام کو قطع کیا ہو، حد امکان دوسروں کی حاجت کو پورا کرتے تھے اگر کوئی اُن کے حضور تشریف فرما ہوتا تو اپنے پاؤں کبھی بھی دراز نہیں کرتے تھے اور دوسروں کی موجودگی میں پشتی وغیرہ پر کبھی تکیہ نہیں دیتے تھے اور آب دہان کو کبھی زمین پر نہیں پھینکتے تھے، خدمت کاروں اور غلاموں کے ساتھ نرم گفتگو کرتے تھے اور ان کے ساتھ دستر خوان پر کھانا تناول فرماتے تھے یہاں تک کہ اس دوران دربانوں کو ہرگز کھڑے ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے بلکہ ان کو بھی دستر خوان پر بٹھاتے تھے، ہمیشہ متبسم اور گشادہ رو تھے، صدائے بلند اور قہقہ کے انداز سے کبھی نہیں ہنستے تھے، بہت کم سوتے تھے اور رات (صبح تک) اکثر بیدار اور عبادت میں مشغول رہتے تھے ہر ماہ میں اغلب تین دن روزہ رکھتے تھے۔ دوسروں سے بہت احسان اور نیکی سے پیش آتے تھے، بہت زیادہ صدقہ وخیرات کرتے تھے البتہ اس کام کو زیادہ تر

۱۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج ۷۶، ص ۳۰۸۔۳۰۹

رات کی تاریکی میں انجام دیتے تھے(۱)

اباصلت ہروی (متوفی ۲۳۶ھ ق) امام رضا علیہ السلام کی غذا کو خفیف و قلیل بیان کرتے ہیں: **کان علیه السلام خفیف الاکل و قلیل الطعام** "یعنی امام رضا علیہ السلام کی غذا نہایت ہی سادہ اور کم مقدار میں ہوتی تھی (۲)

یاسر خادم کہتا ہے: جب بھی حضرت رضا علیہ السلام اپنے کام سے فارغ ہوتے تو تمام خدمت کاروں، چاہے چھوٹے ہوں یا بڑے اپنے پاس بلاتے اُن سے گفتگو کرتے اور اُن سے الفت و دوستی کا میدان مہیا فرماتے (۳)

ابوعلی حسین بن احمد بیھقی نے محمد بن یحیی صولی سے نقل کیا ہے اور اُنھوں نے اپنی دادی جان سے جن نام عذر تھا جو امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی کے زمانے میں امامؑ کی خدمت میں رہی ہیں وہ کہتی ہیں: امامؑ عود ہندی سے فضا کو معطر کرتے تھے اور خود مشک اور عطر گلاب سے معطر فرماتے تھے۔ نماز صبح اول وقت پڑھتے تھے اور طلوع آفتاب تک سجدے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے اس کے بعد (دوسرے اُمور انجام دیتے اور لوگوں کی مشکلات حل فرماتے)

۱۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۴۳۱-۴۳۲ و ایضاً، ص ۳۶۳ "حد ثنی یاسر الخادم قال: کان الرضا علیه السلام اذا جلس علی المائده لا یدع صغیرا و لا کبیرا حتی السائس الحجام الا اقعده معه علی المائدته"

۲۔ ایضاً، ص ۳۰۲

۳۔ "کان الرضا اذا کان خلا جمع حشمه کلهم عنده الصغیر و الکبیر فیحدثهم و یانس بهم و یو نسهم" (ایضا، ص ۳۶۳)

لوگوں کے ساتھ بیٹھتے یا ان کے ہمراہ چلتے، سکون و آرام سے سخن فرماتے (اس بنا پر) کسی کو حق نہیں تھا ان کے گھر پر اپنی آواز بلند کرے (تاکہ دوسروں کے اذیت کا موجب نہ بنے) (۱)

صحت وصفائی

امام رضا علیہ السلام، صفائی، پاکیزگی (۲) خوشبو کا استعمال (۳) اور زیبندہ لباس (۴) پہننے کی اہمیت کے قائل تھے اور فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ فقر و فاقہ اور اس کا تظاہر کرنا جو کہ نہیں ہے اور بدحال اور سست لوگوں کو دشمن جانتا ہے (۵) اس پر تاکید فرماتے تھے کہ

۱۔ ایضاً، ۴۱۸

۲۔ "اذا برز للناس تزين لهم" امام رضاؑ جب لوگوں کے درمیان جاتے (یا لوگ آپؑ سے ملاقات کرنے آتے) تو خود کو دیکھتے کہ لباس وغیرہ صحیح ہے (ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۴۱۶)

۳۔ کلینی، محمد بن یعقوب، الفروع من الکافی، ج ۶، ص ۵۱۶۔ ۵۱۷؛ ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۴۱۸۔

۴۔ عن الرضا عليه السلام قال: قال ابی.... البس و تجمل فان علی بن الحسين كان يلبس الجبة الخز .....و تلا هذه الاية (قل من حرم زينةالله التی اخرج لعباده و الطيبات من الرزق) (حمیری، عبداللہ، قرب الاسناد، ص ۳۵۷)۔

۵۔ "ان الله تبارک و تعالیٰ ... يبغض البؤس و التباؤس وان الله عز و جل يبغض من الرجال القاذوره" (نوری طبرسی، میرزا حسین، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج ۳، ص ۲۳۶، ح ۳۴۶۷/۴)

انسان ہر روز عطر لگائے اگر ایسا نہ کر سکے تو ایک دن چھوڑ کر خود کو معطر کرے (۱) اور حمام میں جائے (۲)

حسن بن جہم کہتے ہیں: امام رضا علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا کہ اُنھوں نے اپنے بالوں میں خضاب لگا رکھی تھی.....آپؑ نے فرمایا: ''مرد کا صاف ستھرا رہنا یہ وہ عامل ہے جس سے اُسکی بیوی کی پاکدامنی اور عفت میں اضافہ ہوتا ہے'' (۳)

عبادت اور مناجات

جب رات کا تیسرا پہر پہنچ جاتا تو آپؑ اپنے بستر سے اُٹھ کھڑے ہوتے اور اس حال میں ذکر خدا آپؑ کے لبوں پر جاری رہتا۔ مسواک اور وضو کے بعد آپؑ نماز کیلئے مصلی پر قیام فرماتے، نماز کے بعد مناجات، تسبیح، تکبیر، تہلیل، تمجید و استغفار اور سجدہ شکر بجالاتے. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرتے اور آپؐ پر درود و سلام بھیجتے (۴)

۱۔ لا ینبغی للرجل ان یدع الطیب یوم و یوم لا...(کلینی، الفروع من الکافی، ج۶، ص۵۱۰)

۲۔الحمام یوم ویوم لا....(ایضاً، ج۶، ص۴۹۶)

۳۔ رایت ابا الحسن علیه الاسلام اختضب ، فقال : نعم ان التهیئة مما یزیدفی عفة النساء'' کلینی، محمد بن یعقوب، الفروع من الکافی، ض۵، ص۵۶۷

۴۔ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ، ج۲، ص۴۱۸ و ۴۲۱۔ ۴۲۸

تفکر وتدبر

قرآن اور اُمور زندگی میں تدبر وتفکر کے ساتھ مشغول ہوجاتے(۱) زیادہ تر وقت یادخدا میں گذارتے تھے اور ہمیشہ اول وقت نماز کا اہتمام کرتے تھے(۲) آپؑ کی اکثر عبادات کا مرکز تلاوت قرآن مجید تھا ، اس انداز سے صبح صادق(۳) نماز واجب اور نافلہ(۴) اور شب میں آیات اور سورتوں کو تدبرانہ انداز سے پڑھتے تھے(۵) مثلا جب ''قل هو الله احد'' کی آیت کو پڑھتے

۱۔'' و هو قاعد فی مصلاه متفکرا ''(ابن بابویہ محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ، ج۲ص۴۳۰)

۲۔جیسے کہ امام علیہ السلام نے عمران صابی سے جو کہ اپنے زمانے میں علماء متکلمین میں سے تھا اور مامون نے اپنے خاص مقصد کی خاطر یہ مجلس ترتیب دی تھی، تو آپؑ اس مجلس میں فرمایا: اب نماز کا وقت ہوگیا ہے مگر عمران صابی نے درخواست کی تھی کہ اس بحث کو ابھی قطع نہ کریں کیونکہ میرا دل آپ کے سخن کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو چکا ہے امامؑ نے فرمایا: پہلے نماز ادا کی جائے اور پھر گفتگو کا سلسلہ جاری رہے گا''(ایضاً، ج۱ص۳۴۸)

۳۔اذا صلی الفجر جلس فی مصلاه ....فیؤتی بالمصحف فیقراء فیه ''امام رضا علیہ السلام صبح کی نماز کے بعد اپنے مصلی پر بیٹھے رہتے اور مصحف(قرآن مجید) کی تلاوت کرتے رہتے'' (فقیه من لا یحضره الفقیه، ج ۱، ص ۵۰۴)

۴۔نماز واجب میں حمد کے بعد چھوٹی اور درمیانی سورتوں حزب مفصل (حزب ہفتم قرآن از سورہ ق تا ناس) کو پڑھتے تھے(ایضاً، عیون اخبار الرضاؑ، ج۲ص۴۲۲۔۴۲۶)

۵۔''کان یکثر باللیل فی فراشه من تلاوةالقرآن ... فاذا مر بایة فیها ذکر جنة او نار بکی .... وسال الله الجنة و تعوذ به من النار '' رات کا اکثر وقت تلاوت قرآن مجید میں گذارتے اور جب بھی بہشت یادوزخ کی آیت پر پہنچتے تو گریہ کرتے اور اللہ تعالی سے بہشت کا سوال کرتے اور آتش جہنم سے پناہ مانگتے(ایضاً ص۴۲۸)

تو آہستہ آواز سے کہتے " الله واحد " سورہ کافرون کی تلاوت کے بعد تین مرتبہ کہتے " ربی الله و دینی الاسلام " اور جب بھی " یا ایھا الذین آمنوا " کی آیت تلاوت کرتے، اس کے فوراً بعد لبیک کہتے (۱)

آپؑ کے دوستوں حتی دشمنوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے زمانے کے پارساترین انسان تھے ۔ رجاء بن ابی ضحاک قسم کھا کر کہتا ہے : فوالله ما رایت رجلا کان اتقی لله تعالیٰ منه و لا اکثر ذکرا لله فی جمیع اوقاته منه ولا اشد خوفا لله عز وجل منه "(۲) خدا کی قسم! اُن سے زیادہ کسی شخص کو پرہیزگار تر نہیں دیکھا۔ اکثر اوقات ذکر خدا میں مشغول رہتے، خوف خدا اور اس کا ذکر ہر ایک سے زیادہ تھا خدا کے حضور ذکر واذکار میں اس طرح مشغول رہتے۔ اللهم انت ثقتی فی کل کرب و انت رجائی فی کل شدة و انت لی فی کل امر نزل بی ثقة و عدة کم من کرب یضعف فیه الفؤاد و ثقل فیه الحیلة وتعیا فیه الامور و یخذل فیه البعید والقریب و الصدیق و یشمت فیه العدو انزلته بک و شکوته الیک .رَاغِباً الیک فیه عمن سواک ففرجته

۱۔ ایضاً، ص ۴۲۸۔۴۲۹

۲۔ ایضاً، ص ۴۲۱

سواک ففرجته و کشفته و کَفَیتَنِیهِ فانت ولی کل نعمة و صاحب کل حاجةو منتهی کل رغبة . فلک الحمد کثیرا.....(۱)

یااللہ! میری اُمیدوں کا سامان تو ہے، جو بھی سختیاں میرے لئے آتی ہیں اِن میں تو ہی میرا سہارا ہے زندگی گذارنے کے لئے تمام سامان تو نے میرے اختیار میں دیا ہے بہت سی ایسی پریشانیاں کہ مغز، روح اورارادہ آدمی اس سے ناتواں ہوجاتا ہے، کوئی بھی چارا سازوہ کام نہیں کرتا، اورمختلف اُموراسی طرح باقی رہ جاتے ہیں بلکہ اور بھی زیادہ ہوکر پریشانی میں اضافہ کرتے ہیں اوراس صورت میں دُورونزدیک کے دوست اس کے حل کرنے میں بےبس ہوجاتے ہیں اور اس صورت میں دشمن اپنی زبانِ سرزنش دراز کرلیتا ہے، تواس مشکل اَمر کوتیرے حضور لایا ہوں اور اِن سے تجھ سے رہائی چاہتا ہوں اوراب صورت حال یہ ہے کہ تیرے غیر سے میں نے قطع اُمید کرلی ہے۔تو نے اس کوحل کردیا اور واضح کردیا ہے اورمیری کفالت کی ہے۔پس یااللہ! ہرنعمت تیری طرف سے ہے اور ہرحاجت اور نیاز کا جواب بھی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور

۱۔طوسی، محمد بن حسن الامالی، ص۳۵، یہ دُعا ذرا سے اختلاف کے ساتھ امیرالمؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام (طبرانی، سلیمان بن احمد، کتاب الدعا ص۳۱۶) امام حسین علیہ السلام، (طبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ج۴، ص۳۲۱) وامام صادق علیہ السلام سے بھی روایت کی گئی ہے (کلینی، محمد بن یعقوب، الاصول من الکافی، ج ۲، ص۵۷۸۔۵۷۹)

ہر کوشش تلاش تیری جانب سے انجام پاتی ہے، ہر حمد وثناء خصوصی طور پر تیرے لئے ہے۔

لوگوں سے میل جول اور اُن کے حقوق کی رعایت

امام رضا علیہ السلام لوگوں سے (بلاتفریق مذہب وملت رنگ ونسل) محبت و خلوص سے پیش آنے کو علامت عقلمندی اور آدھی عقل جانتے تھے (۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں : اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد عقل کی بلندی یہ ہے کہ لوگوں سے دوستی کرے اور ہر انسان کی نسبت نیکی انجام دے، چاہے وہ لوگ نیکی کرنے والے ہوں یا بدی کرنے والے (۲)

ایک اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرمائی: میری اُمت، ایک دوسرے سے محبت کرے۔

۱۔التودد الی الناس نصف العقل ،(کلینی ،محمد بن یعقوب،الاصول من الکافِی ج ۲،ص۶۴۳)اسی طرح رامہرمزی (متوفی ۳۶۰ھ ق) نے ابن عمر سے اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے(المحدث)،الفاضل بین الراوی والواعی،ص۳۵۹)

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " راس العقل بعد الایمان با للہ التودد الی الناس ا و اصطناع الخیر الی کل بر و فاجر" ابن بابویہ،محمد بن علی،عیون اخبار الرضاؑ،ج ۱ ص۳۱۔۳۲سیوطی،جلال الدین عبدالرحمٰن،الجامع الصغیر،ج۱،ص۶۷۰ح ۴۳۶۶، یہ واضح رہے کہ فاجر سے نیکی کرنے سے مراد یہ نہیں کہ اُس کے فسق وفجور میں مدد کی جائے۔

ہدیہ دیں، امانت دار بنیں، حرام سے دُوری کریں مہمان نواز بنیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں(۱) اسی خاطر امام رضا علیہ السلام ہمیشہ لوگوں کے ساتھ ہمدرد خیر خواہ اور مہربان تھے اپنے عشق، محبت اور دوستی کے ساتھ پہلے ہی قدم میں خوش روئی اور اخلاق کے ساتھ لوگوں سے پیش آتے اور کسی بھی اقدام محبت سے جو اُن کی مشکلات کو دُور کرنے کی خاطر ہو دریغ نہیں کرتے تھے(۲) جب بھی دیکھتے یا سنتے کہ لوگوں کے حقوق کی رعایت نہیں کی جارہی اگر چہ کوئی برادر یا کوئی قریبی ہی کیوں نہ ہوتا تو سخت ناراض ہو جاتے اور بے قراری کا اظہار کرتے اور اُس کے حق کو دلانے کی کوشش کرتے(۳) البتہ اس میں ہر طرح کی بات کا خیال رکھا جاتا تھا، یہ کام اِس طریقہ سے انجام دیتے تھے کہ اپنی عزت اور کرامت کو خدشہ

۱۔ لا تزال امتی بخیر ما تحابوا و تھادوا الامانۃ و اجتنبوا الحرام و وقّروا الضیف و اقاموا الصلاۃ و اتوا الزکوۃ ''ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ، ج۲، ص۱۵

۲۔ کلینی، محمد بن یعقوب، الروضۃ من الکافی، ج۸، ص۱۵۱ و۴۱۸ ، امام رضا علیہ السلام ایک دفعہ جب حمام میں داخل ہوئے تو ایک آدمی نے جو آپؑ کو نہیں پہچانتا تھا اُس نے آپؑ سے کہا کہ میرے جسم پر کیسہ پھیر دیں آپؑ نے اُس کے جسم پر کیسہ ملنا شروع کر دیا جب حاضرین نے اُس آدمی سے امامؑ کا تعارف کروایا تو اُس نے امام کو پہچان کر بہت ہی عذر خواہی کی اِس کے باوجود امام نے اُس کے جسم پر کیسہ ملنا بند نہ کیا بلکہ نہایت گشادہ روئی سے اُس کی دلجوئی کی'' ابن شہر آشوب، مناقب آل ابیطالب، ج۲، ص۴۱۸

۳۔ جیسے کہ آپؑ نے فرمایا: نحن اولیاء المؤمنین ...و ناخذ حقوقھم ممن یظلمھم '' ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۱۶۵

نہ ہو۔

ریان بن صلت کہتے ہیں: خراسان سے ایک گروہ امام رضا علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا : آپؑ کے خاندان اور قریبوں میں سے کچھ لوگ ناپسند کام انجام دیتے ہیں اور آپ اُن کو اِن کاموں سے نہی کا حکم دے دیں۔ حضرت نے فرمایا: میں یہ کام نہیں کروں گا۔ اُنھوں نے اِس کی وجہ پوچھی، امام نے فرمایا: اپنے والد محترم سے سنا اُنھوں نے فرمایا؛ نصیحت کرنے (اگر کوئی عمل نہ کرے) کا نتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ تلخیاں اور نقصانات زیادہ ہوں گے۔ (گستاخیاں اور نفرتیں اور پیدا ہونگی)(۱) امام کا فکر قرآنی یہ ہے، لوگوں سے رابطہ رکھنے کے ساتھ اُن کی عزت و آبرو کی حفاظت بھی کی جائے، درحقیقت یہ ایک طرح سے خدا سے رابطہ میں رہنا، اللہ کی عبادت اور اُس کی سپاس گذاری ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں کی برتری کا معیار یہ ہے کہ تقویٰ، تفکر، اعمال صالح سے اُن کو نفع پہچانا ہے۔ اِس برتری کا نتیجہ یہ ہے کہ خشوع و خضوع اللہ تعالیٰ کے برابر، لوگوں کے اُمور کی اصلاح کرنا ہے اور ہر طرح کی برتری طلبی، خود پسندی اور تکبر سے لوگوں کے سامنے پرہیز کرنا ہے

۱۔ ایضاً، ج۱، ص۵۸۸۔۵۸۹

امامؑ اس بارے میں فرماتے ہیں؛ اگر کوئی یہ گمان کرے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں میں سے ہوں اور اُس (ایک سیاہ پوست غلام کی طرف اشارہ) سے بہتر ہوں یہ درست نہیں ہے مگر یہ کہ اعمال صالح اور شائستہ کام کرنے والا ہوں تا کہ اِس وجہ سے اُس سے بہتر کہلا سکو (۱) ایک شخص نے امام سے کہا: خدا کی قسم آپؑ سب لوگوں سے بہتر ہیں تو امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: خدا کی قسم! یہ آیت نسخ نہیں ہوئی: ﴿وَ جَعَلنَا کُم شُعُوباً وَ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَ اللّٰهِ اَتقَاکُم(۲)﴾(۳) اِس بنا پر امامؑ اُن سے جو نژاد، قوم وقبیلہ، دین و مذہب قدرت وثروت، علم ومقام اور اپنے زہد وفقر میں مغرور ہو جاتے ہیں اور اس وسیلے سے قوت طلبی، کثرت طلبی،

۱۔ ان کان یری انه خیر من هذاو اوما الی عبد اسود من غلمانه بقرابتی من رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم الا ان یکون لی عمل صالح فکون افضل به منه " ایضاً، ج۲ ص۵۷۷

۲۔ اور تمہیں مختلف نژادوں، سیاہوں اور قبائل میں متمائز رکھا تا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو، تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ و برتر وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پارسا ہو۔ حجرات (۴۹) ۱۳

۳۔....فقال له آخر انت و الله خیر الناس فقال له لا تحلف یا هذا خیر منّی من کان اتقی الله تعالیٰ واطوع له و الله ما نسخت هذه آیة (و جعلناکم...) ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج۲، ص۵۷۷

حصول فائدہ، استثمار وتحقیر مردم اوران کے درمیان تفرقہ وجدائی تا کہ اس سے معاشرے سے امن وامان ختم ہوجائے، سخت نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتے تھے۔

امام رضا علیہ السلام کے بھائی زید بن موسی نے ۱۹۹ ھ ق میں بصرہ میں شورش بپا کی، بنی عباس اوران کے طرف داروں کے مکانات کوجلا دیا اور قتل وخونریزی سے اپنے ہاتھوں کوآلودہ کیا اور جس شخص نے بنی عباس کا سیاہ لباس پہنا ہوا تھا اسے جلا دیا(۱) اس بناپر وہ زید النار سے مشہور ہوگیا اس نے بعض کے مال ومتاع پر قبضہ کیا اوراپنے تصرف میں لے لیا۔

علی بن سعید جوکہ حسن بن سہل کے سرداروں میں سے تھا، زید النار کوگرفتار کرلیا اورمرو بھیج دیا (۲) مامون، زید کوامام رضا علیہ السلام کے پاس لے آیا۔

امام نے فرمایا: زید! تجھے کوفہ کے کم معرفت لوگوں نے فریب دے کرمغرور بنا دیا کہ حضرت فاطمہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی اولاد میں سے ہو، آتش اُن کی اولاد پر حرام ہے، یہ تو خاص طور پر امام حسن اورامام حسین علیہما السلام کے لئے کہا گیا ہے تم گمان کرتے ہو کہ اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے وارد بہشت ہوجاؤ گے اورحضرت موسی بن جعفر علیہ السلام خدا کی اطاعت کرتے تھے اوروہ بھی داخل بہشت ہوں گے

۱۔اس زمانے میں سیاہ لباس پہننے کی رسم بنی عباس کی علامت تھی

۲۔تاریخ الطبری، ج ۷، ص ۱۲۳

تو اس اعتبار سے تم اللہ کے نزدیک موسی بن جعفر علیہ السلام سے زیادہ عزیز تر اور گرامی تر ہو؟! خدا کی قسم! کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل نہیں کر سکتا مگر یہ قربت اُس کی اطاعت اور احکام کی پیروی کرنے کے ساتھ ممکن ہے، اور تم نے گمان کر لیا ہے، خدا کی نافرمانی کے باوجود اُس مقام تک پہنچ جاؤ گے ، تم کس قدر بُرے اور ناپسند ہو۔

زید نے کہا میں آپؑ کا بھائی اور آپ کے والد کا بیٹا ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا : جب تم اللہ تعالیٰ کے اوامر کی اطاعت کرو گے، تو میرے بھائی ہو۔ جیسے کہ جب نوح علیہ السلام نے عرض کیا تھا ﴿ رَبِّ اِنَّ ابنِی مِن اَهلِی وَ اِنَّ وَعدَکَ الحَقُّ وَ اَنتَ اَحکَمُ الحَاکِمِینَ ﴾ (۱) پروردگارا ! میرا بیٹا میرے خاندان میں سے ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تو بہترین حکم کرنے والوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے جواب میں فرمایا ﴿ یَا نُوحُ اِنَّهُ لَیسَ مِن اَهلِکَ اِنَّهُ عَمَلٌ غَیرُ صَالِحٍ ﴾ (۲) اے نوح، وہ تیرے اہل سے نہیں ہے، بیشک اُس کا عمل غیر صالح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ، پسر نوح کو معصیت اور نافرمانی کی بنا پر، خاندان نوح سے خارج کر دیا (۳)

۱۔ ہود (۱۱) ۴۵

۲۔ ہود (۱۱) ۴۶

۳۔ ابن بابویہ، محمد بن علی عیون اخبار الرضا علیہ السلام ، ج ۲، ص ۵۷۱-۵۷۲

ایک اور روایت میں وارد ہوا ہے، امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے زید! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور حدود الٰہی کی رعایت کرو۔ ہم (خاندان اہل بیتؑ) جس مرتبہ پر بھی پہنچے ہیں یہ سب تقویٰ الٰہی کی رعایت کی بنا پر ہے اگر کوئی تقویٰ نہ رکھتا ہو اور حدود الٰہی کی رعایت اور حفاظت نہ کرتا ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے اور ہم بھی اُس سے نہیں ہیں (۱)

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی معصیت اور نافرمانی خدا کو پسند کرتا ہو وہ سرکش اور عاصی ہے اور جو بھی بندہ مطیع خدا کو دوست رکھتا ہو وہ، وہ مطیع اور فرمانبردار خدا ہے اور جو بھی ظالم کی مدد کرتا ہو (اُس کے ظلم میں) پھر وہ بھی ظالم ہے۔ خدا سے کسی کا بھی رشتہ داری کا رابطہ نہیں ہے ، کوئی بھی اطاعت خدا کے علاوہ، اس کی ولایت تک نہیں پہنچ سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرزندان عبدالمطلب سے فرمایا : اپنے عمل اور کردار کو اُس کے آگے پیش کرو، نہ کہ اپنے حسب و نسب کو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّورِ فَلاَ اَنسَابَ بَینَھُم یَومَئِذٍ وَ لاَ یَتَسَاءَ لُونَ . فَمَنْ ثَقُلَت مَوَازِینُهُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفلِحُونَ .وَ مَنْ خَفَّت مَوَازِینُهُ فَاُولٰئِکَ الَّذِینَ خَسِرُوا اَنفُسَھُمُ فِی جَھَنَّمَ خَالِدُون (۲) ﴾ (۳)

۱۔"یا زید اتقی اللہ فانا بلغنا ما بلغنا بالتقوی فمن لم یتق و لم یراقبه فلیس منا و لسنا منه" ایضاً ایک اور روایت میں فرمایا : من کان منا لم یطع اللہ عز و جل فلیس منا و انت اذا اطعت اللہ عز و جل فانت منا اهل البیت' ایضاً، ص ۵۶۶

۲۔ جب صور پھونکا جائے گا تو رشتہ داریاں درمیان سے اُٹھ جائیں گی ایک دوسرے کی تلاش میں نہیں رہیں گے پس جو نیک اعمال لے کر آئیں گے اُن ہی کی عزت اور آبرومندی ہوگی ۔ وہ ہی کامیاب ہوں گے اور وہ جو اعمال درست نہیں لے کر آئیں گے تو اُنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا اور اُن کا ٹھکانہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ہے۔ مومنون ۱۰۱۔۱۰۳

۳۔ نیز، ص ۵۷۴۔۵۷۵

اسی طرح امام رضا علیہ السلام نے حسن بن جہم سے خطاب فرمایا: جو بھی دین خدا کی مخالفت کرتا ہو اُس سے بیزاری کرو، جو بھی خدا سے دشمنی کرتا ہو اُس سے دوستی نہ کرنا اور اُس کی مدد نہ کرنا، وہ جو بھی ہو اور کسی بھی قبیلہ سے ہو ۔ میں نے عرض کیا؛ یابن رسول اللہ! کون خدا سے دشمنی کرنے والا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جو بھی اُس کے فرامین کی نافرمانی کرے(۱)

امام رضا علیہ السلام نے اپنے جد امام سجاد علی بن الحسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: جو بھی ہم اہل بیتؑ کے خاندان سے نیک کام انجام دے گا تو اُس کو دو برابر اَجر دیا جائے گا اور جو بھی بدکار ہوگا وہ دو برابر عذاب دیکھے گا(۲)

۱۔ یابن جهم من خالف دین الله فابرامنه کائنا من کان من ای قبیلة کان و من عادی الله فلا تواله کائنا من کان من ای قبیلة کان فقلت له یابن رسول الله و من ذا الذی یعادی الله قال من یعصیه (ایضاً، ص۵۷۳۔۵۷۴)

۲۔ ان علی بن الحسین علیه السلام کان یقول : لمحسننا کفلان من الاجر و لمسینا ضعفان من العذب ۔ ایضاً، ص۵۶۵۔ سورہ احزاب کی ۳۰ سے ۳۲ آیات تک مقائسہ کریں ﴿یَا نِساءَ النَّبی مَن یَأتِ مِنکُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَیِّنَةٍ یُضَاعَف لَهَا الْعِذَابُ ضِعفَینِ وَ کَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیراً. وَ مَن یَقنُت مِنکُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسَولِهِ وَ تَعمَل صالِحاً نُؤتِهَا اَجرَها مَرَّتَینِ وَ اعتَدنَا لَهَا رِزقاً کَریماً .یَا نِساءَ النَّبی لَسْتُنَّ کَاحدٍ مِنَ النِساءِ اِنِ اتَّقَیتُن...﴾

عمر بن برید کہتا ہے: میں ابوالحسن الرضا علیہ السلام کے حضور حاضر تھا، محمد بن جعفر(۱) کی بات درمیان میں آ گئی امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے عہد کر رکھا ہے کہ میں اور وہ ایک چھت کے نیچے نہ رہیں (اُن کو ہرگز نہ دیکھوں) یہ سن کر میں نے اپنے آپ سے کہا: حضرتؑ ہمیں نیکی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں مگر اپنے چچا کے بارے میں ایسا فرما رہے ہیں؟ اُنھوں نے مجھے دیکھا اور فرمایا: یہ بھی نیکی اور صلہ رحمی ہے۔ جب بھی وہ میرے پاس آئے یا میں اُن کے پاس جاؤں اور وہ میرے بارے میں کلام کریں تو لوگ اُس کی تصدیق اور اُن کے کلام کو قبول کریں گے لیکن اگر میں اُن کے پاس نہ جاؤں اور وہ میرے پاس نہ آئیں تو پھر لوگ اُن کے قول کی تصدیق نہیں کریں گے (۲)

۱۔ محمد بن امام جعفر صادق، امام رضا علیہ السلام کے چچا تھے وہ زاہد اور بوڑھے عالم تھے۔ ربیع الثانی سال ۲۰۰ ھ ق میں علویوں کی تحریک کی قیادت کرتے ہوئے اُنھوں نے ادعا خلافت کیا، مکہ اور اطراف مکہ کے لوگوں نے اُن کی بیعت کی اور اُن کو امیر المؤمنین پکارا گیا تھا جب عباسی سپاہ سے سامنا ہوا تو وہ مکہ سے بھاگ اُٹھے بالآخر مدینہ کے مضافات میں زخمی ہوئے اور کافی تعداد میں ان کے جانثار مارے گئے محمد بن جعفر نے جلودی اور رجاء جو کہ فضل بن سہل کے چچازاد بھائی تھے امان مانگی اور مکہ پلٹ آئے اور لوگوں کے سامنے خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا اور شہر مرو مامون کے پاس بھیجا گیا بالآخر واپسی پر بغداد جاتے ہوئے گرگان میں رحلت پائی (تاریخ الطبری ج ۷، ص ۱۲۵۔۱۲۸)

۲۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۳۰۔۳۱

لوگوں پر حاکم کا حق

ایک دن مامون نے کابل کے مضافاتی دیہاتوں پر فتح کی خبر نہایت خوشی کے انداز سے امام رضا علیہ السلام کو سنائی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا دیہاتوں کی فتح یابی نے تجھے خوشحال کردیا ہے؟ مامون نے کہا: کیا یہ خوشی کا سامان نہیں ہے؟ امامؑ نے فرمایا: اللہ کے فرامین کو امت محمدؐ اور حکومت جو کہ اُن پر کرتے ہو اجراء اور رعایت کرو! اور تم نے اُن لوگوں کو کام سپرد کر رکھا ہے جو اللہ کے حکم کی بنیاد پر فیصلہ نہیں کرتے، مسلمانوں کے اُمور کو ضائع اور تباہ کرتے ہیں اور تم خود اس سرزمین پر بیٹھے ہو (عوام کے اُمور سے غافل ہو) ....مہاجروں اور انصار (کے فرزندوں) پر مکہ اور مدینہ میں ظلم ہو رہا ہے۔ کسی مومن کی قسموں اور وعدوں کی رعایت نہیں کی جارہی، مظلوموں پر دن سختی سے گذر رہے ہیں، زندگی کرنے کے لئے درآمد اور خرچہ نہیں ہے، فریادرسی کے لئے کوئی نہیں ملتا اور اُن کی شکایات اور مشکلات سننے والا کوئی نہیں (۱) کیا نہیں جانتے کہ مسلمانوں کا والی خیمہ گاہ کے عمود کی مانند ہے کہ جو بھی چاہے اس تک دسترسی حاصل کرسکتا ہے؟!

۱۔ ایضاً، ج ۷، ص ۱۱۶۔ ۱۲۰۔ ۲۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۳۶۳۔ ۳۶۵

درماندہ مسافروں کا حق

یسع بن حمزہ نقل کرتے ہیں: ایک دن امام رضا علیہ السلام سے مصروف گفتگو تھا اور بہت سے لوگ بھی آپؑ سے دینی احکام پوچھ رہے تھے ، اس دوران ایک بلند قامت، بھورا شخص وارد ہوا اور کہنے لگا...... بیت اللہ کی زیارت کر کے آرہا ہوں اور میرے سفر کا خرچ ختم ہو گیا ہے، میرا ساتھ دیں، مجھے میرے وطن تک پہنچانے میں مدد فرمائیں۔ جو مدد آپؑ کی جانب سے ہوگی وہ میں اپنے شہر کے حاجت مندوں اور فقراء میں تقسیم کر دوں گا کیونکہ میں اپنے وطن میں صاحب حیثیت.....ہوں۔حضرتؑ کے پاس سے تھوڑی دیر بعد لوگ چلے گئے تو آپ اندرون خانہ تشریف لے گئے۔اپنا چہرہ دکھائے بغیر اس حاجت مند کو دوسو دینار عطا فرمائے اور فرمایا اس کو مایہ برکت جانیں اور میری جانب سے صدقہ نہ دینا۔ سلیمان جعفری نے آپؑ سے استفسار کیا: آپؑ نے اپنا چہرہ کیوں چھپایا؟ آپؑ نے فرمایا: میں نہیں چاہتا تھا کہ اس کے چہرے پر آثار خواری دیکھوں (۱)

مسکینوں اور حاجت مندوں کا حق

معمر بن خلاد بیان کرتے ہیں: امام رضا علیہ السلام کے لئے جو بہترین غذا لائی جاتی تو آپؑ اس میں سے ایک مقدار میں غذا، دوسرے ظرف میں ڈال دیا

۱۔کلینی، محمد بن یعقوب، الفروع من الکافی، ج۴، ص۲۳۔۲۴

کرتے اور فرمان دیتے کہ اس کو مسکینوں میں دے دو، اور اس حالت میں آیت ﴿ فَلَا اقتَحَمَ العَقَبَةَ ﴾(۱) تلاوت فرماتے(۲) خداوند جانتا ہے کہ ہر انسان، بندہ آزاد کرنے پر قادر نہیں ہے اس بنا پر کھانا کھلانے کو بہشت میں داخل ہونے کا راستہ قرار دیا ہے

امام علیہ السلام نے اپنے فرزند امام جوادؑ کو خط لکھا؛ میرے بیٹے مجھے اطلاع دی گئی ہے جب تم گھر سے باہر جاتے ہو تو تمھارے خادم تمھیں چھوٹے دروازے سے باہر لے کر جاتے ہیں یہ اُن کی کنجوسی کی علامت ہے تا کہ تم سے کسی کو خیر نہ پہنچے۔ تم پر جو میرا حق ہے اس کی بنا پر تم سے یہ چاہتا ہوں باہر جانے اور آنے کا راستہ گھر کے بڑے دروازے کو قرار دو، اور اپنی سواری پر سوار ہونے سے پہلے درہم اور دینار کی ایک مقدار اپنے ساتھ رکھو جو بھی تم سے مدد چاہتا ہو اس کو عطا کرو پس انفاق کرتے رہو اللہ پر بھروسہ رکھو، فقر و تنگدستی سے بالکل نہ ڈرو (۳)

محنت کشوں کا حق

سلیمان جعفری کہتے ہیں: امام رضا علیہ السلام کے ہمراہ آپؑ کے گھر وارد ہوا، آپؑ کے غلاموں کے ہمراہ ایک اجنبی کام میں مشغول تھا، امام علیہ السلام نے

۱۔ بلد(۹۰)۱۱

۲۔ برقی، احمد بن محمد بن خالد، المحاسن، ج ۲، ص ۳۹۲

۳۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ، ج ۱، ص ۶۵۸

دریافت کیا یہ کون ہے؟ اُنھوں نے کہا: یہ ہماری مدد کر رہا ہے اور اس کی اُجرت دے دیں گے۔ حضرتؑ نے پوچھا اُس کی اُجرت طے کر لی ہے؟ اُنھوں نے کہا نہیں لیکن جو اُس کو دیں گے وہ راضی ہے. امامؑ یہ سن کر سخت غضبناک ہوئے.... میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان ہو جاؤں ، اس قدر غضبناک ہونے کی کیا وجہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا: میں نے منع کر رکھا ہے کہ اُجرت طے کرنے سے پہلے کسی سے کام نہ لیں (۱)

یاسر خادم نے بیان کیا: امام رضا علیہ السلام نے ہمیں کئی بار فرمایا: جس وقت کھانا کھانے میں مشغول ہو تو مجھے آتا دیکھ کر کھڑے نہ ہو جاؤ۔

آپؑ نے فرمایا: اگر تمھیں کھانے کے درمیان آواز دی جائے، تو اسی حالت میں رہو مکمل آسودگی اور آرام سے غذا تناول کرو تا کہ اس سے فارغ ہو جائیں (۲)

یاسر خادم کہتا ہے: جس روز امام رضا علیہ السلام زہر کی وجہ سے شہید ہو گئے، ظہر کی نماز پڑھیں اور مجھ سے کہا : اے یاسر ! اہل خانہ، کام کرنے والوں اور خادموں کو غذا کھلا دی ہے؟ میں نے عرض کیا: میرے مولا! کون غذا کھا سکتا ہے جب کہ آپؑ اس حالت میں ہیں؟! امام سیدھے ہو کر بیٹھے اور فرمایا : دسترخوان

۱۔ کلینی، محمد بن یعقوب، الفروع من الکافی، ج ۵، ص ۲۸۸

۲۔ ایضاً، ج ۶، ص ۲۹۸

بچھایا جائے اہل خانہ، خدمت کاروں اور کام کرنے والوں کو بلایا جائے کسی کو بھی نہ بھولیں اور سب کو آپؑ نے مہر و محبت کے سایے میں جگہ دی... جب سب نے کھانا کھالیا اور فوراً بعد امام بے ہوش ہو گئے (۱)

آتش پرستوں کا حق

امام رضا علیہ السلام کے خدمت گذار یاسر کہتے ہیں؛ نیشابور سے مامون کے پاس خط پہنچا کہ ایک آتش پرست نے وصیت کی ہے اس کے اضافہ مال کو جو اس سے باقی رہ گیا ہے غریبوں، مسکینوں اور فقراء کے درمیان تقسیم کر دیا جائے نیشابور کے قاضی نے اُسکے مال کو مسلمان مسکینوں اور فقراء کے درمیان تقسیم کر دیا ہے؟ مامون نے یہ صورت حال امام رضا علیہ السلام سے بیان کی اور آپؑ کی نظر چاہی امام علیہ السلام نے فرمایا: نیشابور کے قاضی کو خط لکھو کہ اسی مقدار میں مسلمانوں سے ٹیکس لیا جائے اور اس کو آتش پرست فقراء میں تقسیم کر دیا جائے (۲)

عیسائیوں کا حق

ریان بن شبیب نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا : میری بہن نے اپنے اموال کی وصیت، عیسائیوں کے ایک گروہ کے بارے میں کی ہے لیکن میں یہ

۱۔ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ، ج ۲، ص ۵۸۹۔۵۹۰

۲۔ایضاً، ج ۱، ص ۶۷۴

چاہتا ہوں کہ اس اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کردوں۔ امامؑ نے فرمایا: وصیت پر ایسے ہی عمل کرو جیسے کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے ﴿ فَمَن بَدَّلَهُ بَعدَمَاسَمِعَهُ فَاِنَّمَااِثمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (۱)

جو اس نے وصیت کے بارے میں سنا ہے اور اس میں تغیر دے تو تغیر دینے والے پر گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور علیم (۲)

اہل ذمہ کا حق

زکریا نے کہا: امام رضا علیہ السلام سے پوچھا، اہل ذمہ (۳) میں سے ایک شخص فقر و فاقہ میں گرفتار ہو چکا تھا، وہ اپنے فرزند کو لایا اور کہنے لگا ؛ میرا فرزند تمھارا مال ہے اس کو لباس اور خوراک دو تاکہ تمھارا غلام بن کر رہے ؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: آزاد انسان کی خرید و فروخت نہیں ہو سکتی، یہ کام اچھا نہیں ہے اور اہل ذمہ کے بارے میں بھی یہ جائز نہیں ہے (۴)

۱۔ بقرہ (۲) ۱۸۱

۲۔ کلینی، محمد بن یقوب، الفروع من الکافی، ج ۷، ص ۱۶

۳۔ اہل کتاب کے وہ افراد جو حکومت اسلامی کی حمایت کے تحت زندگی بسر کرتے ہیں

۴۔ ایضاً، ج ۵، ص ۲۱۰

عوام کے ساتھ غیر امتیازی سلوک

عبداللہ بن صلت نے بلخ کے ایک شخص سے سنا وہ کہہ رہا تھا: ایک دن امام رضا علیہ السلام نے سب کو دسترخوان پر بلایا ، کالے گورے سب غلام دسترخوان پر بیٹھ گئے ۔ میں نے آپؑ سے عرض کیا، آپؑ پر قربان! کیا بہتر نہیں تھا کہ غلاموں کے لئے ایک الگ دسترخوان لگا دیتے ؟ آپؑ نے فرمایا: آہستہ بولو! اس مطلب کو چھوڑ دو! ہم سب کا خدا ایک ہے ہمارے ماں باپ بھی ایک ہیں (پس امتیاز وتفریق مناسب نہیں) (اسکا درجہ) اُجر ہر چیز کا اُس کے عمل کے مطابق ہے(۱) (نہ شکل وصورت اوراس کے مقام کی خاطر)

عوام کی آزار دہی کی مکمل نفی

امام رضا علیہ السلام کی نگاہ میں، لوگوں پر ظلم اورعوام کی آزار دہی جس قالب اور شکل میں بھی ہو، کوئی بھی مقصد اور بہانہ ہو، درست نہیں اوراس سبب سے وہ دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے (۲) خود پسندی، تفرقہ اندازی، اختلافات پر زور دینا، تحقیر وتہمت وتمسخر، آبروریزی کرنا، غیبت، بدگوئی، مکروفریب، بدخواہی،

۱۔ کلینی، محمد بن یعقوب، الروضہ من الکافی، ج ۸، ص ۲۳۰

۲۔ امام رضا علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا المسلم من سلم الناس (من) یدہ و لسانہ (ابن بابویہ، محمد بن علی، علل الشرائع، ج ۲، ص ۵۲۳۔ اس حدیث کے مطالعہ کی خاطر دوسرے منابع بھی ہیں جیسے احمد بن حنبل، مسند، ج ۲، ص ۳۷۹، ج ۳، ص ۴۴۰، نسائی، سنن، ج ۸، ص ۱۰۴)

تجسس، مجادلہ، لوگوں کے راز فاش کرنا، ناروا اور نازیبا کلام، خیانت کاری، سود خوری، کم تولنا، فضول خرچی، ذخیرہ اندوزی کرنا، شرفاء پر تہمتیں، معاشرے کے چند ہاتھوں میں اموال کا لین دین، کم عقل اور بے وقوف لوگوں کو کام سپرد کرنا(۱) امانت داری نہ کرنا، بے وفائی، قول وقرار پر عدم پاسداری، لوگوں اور معاشرے میں ناامنی پیدا کرنا، ایسا کھلم کھلا عوام کی آزار دہی اور ظلم ہے۔

ا۔ جیسے کہ ایسے افراد سے امام رضا علیہ السلام نے دُوری اور برائت کی ہے ۔ صرف شرائع دین، اسلام خالص اور ناب جانتے ...والبرائة ممن الاخیار و شرّدهم و ..... جعل الاموال دولة بین الاغنیاء و استعمل السفهاء...[واجب] ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ، ج۲، ص۲۷۵

امام رضا علیہ السلام سے چالیس حدیث

۱ ۔اُس انسان کا ایمان دوسروں سے بہتر اور بلند تر ہے جس کا اخلاق نیک اور اپنے خاندان پر مہربان ہو(۱)

۲ ۔خوش اخلاق بنیں کیونکہ خوش اخلاق انسان کی جگہ بلاشبہ بہشت ہے ، بداخلاقی سے پرہیز کریں کیونکہ بداخلاق آدمی کا ٹھکانہ بیشک جہنم ہے(۲)

۳ ۔انسان کا حقیقی ایمان کثرت نماز، روزہ، حج، سماجی خدمات اور مناجات شبانہ سے نہیں ہے بلکہ یہ دیکھیں کی اس میں صداقت اور امانت داری کا میزان کتنا ہے(۳)

۱۔عیون اخبار الرضاؑ، جلد۲، صفحہ۴۱

۲۔ایضاً، ص۲۰

۳۔ایضاً، ص۵۷

۴ ۔لوگوں سے بحث ومباحثہ اور مشاجرہ سے اجتناب کیا کریں کیونکہ اس سے فریب کاری اور خطرے کے آثار پیدا ہوتے ہیں، انسان میں خود پسندی جنم لیتی ہے اور عزتِ انسان (شوکت وحرمت وآبرو) کو پائمال اور مدفون کرتی ہے (۱)

۵ ۔تدبیر اور منصوبہ بندی کو عمل سے پہلے انجام دیں، یہ انسان کو ندامت اور پشیمانی سے محفوظ رکھتا ہے (۲)

۶ ۔جو علم و آگاہی کے بغیر لوگوں کو فتویٰ دیتا ہو اور راہنمائی کرتا ہو تو وہ زمین و آسمان کے ملائکہ کی لعنت کا مستحق بنتا ہے (۳)

۷ ۔سب سے پہلے دوزخ میں وارد ہونے والے:

ا) وہ امیر قدرت مند اور حاکم توانا جو عدالت کی پاسداری نہ کرے۔

ب) وہ مالدار جو اپنے مال سے حاجت مندوں کی مدد نہ کرے۔

ج) وہ فقیر جو تکبر کرتا ہو (۴)

۸ ۔علم ودانش ایک خزانہ ہے اور اس کے حصول کی کلید سوال کرنے میں ہے پس سوال کیا کرو تا کہ رحمت خداوند تمھیں اپنے گھیرے میں لے (۵)

ا۔عطاردی، عزیز اللہ۔مسند الامام الرضاؑ، ج ا، ص ۲۷۴ ۔

۲۔ایضاً، ص ۲۹۳ (امام علی علیہ السلام سے نقل ہے)

۳۔داؤد بن سلیمان غازی، مسند الرضاؑ، ص ۷۷، ح ۳

۴۔ایضاً، ص ۸۳، ح ۷

۵۔ایضاً، ص ۸۹، ح ۱۰۰

۹ ۔جو بھی مومن کو ذلیل و خوار کرنے کے کام کرے یا اُس کے فقر و فاقہ کی بنا پر اُس کو حقیر جانے ،تو خداوند اُسے روز قیامت رُسوا اور خوار کرے گا(۱)

۱۰ ۔سخی آدمی ، اللہ تعالی و بہشت اور لوگوں کے نزدیک ہے اور آتش جہنم سے دُور ہے لیکن کنجوس اللہ تعالیٰ و بہشت اور لوگوں سے دُور ہے اور آتش جہنم کے قریب ہے (۲)

۱۱ ۔میرے دشمنوں اور مخالفوں کے طور و طریقوں (جو تعلیمات قرآن اور سیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف ہیں) پر نہ چلیں ورنہ ہمارے دشمنوں میں شمار کئے جاؤ گے (۳)

۱۲ ۔مہمان کے حقوق یہ ہیں کہ اس کے گھر تک اس کے ساتھ رہے (۴)

۱۳ ۔شیر خوار کے لئے کوئی دودھ ماں کے دودھ سے بہتر نہیں (۵)

۱۴ ۔بُرے اعمال انسان کے اچھے اعمال کو تباہ کر دیتے ہیں جیسے سرکہ، شہد کو فاسد کر دیتا ہے (۶)

۱۔ابن بابویہ،محمد بن علی،عیون اخبار الرضاؑ،

۲۔ایضاً، ج ا،ص ۶۶۶۔ ۶۶۷ طبرانی (۳۶۰ھ ق) اس حدیث کو بی بی عائشہ سے نقل کیا اور اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نقل کیا (المعجم الاوسط، ج ۳،ص ۲۷)

۳۔ابن بابویہ،محمد بن علی،عیون اخبار الرضاؑ، ج ا،ص ۶۹۴

۴۔ایضاً، ج ۲،ص ۱۲۶

۴۔ایضاً، ج ۲،ص ۳۰

۶۔ایضاً، ج ۲،ص ۳۸

۱۵ ۔ عقل ودانائی انسان کا دوست ہے، جہل ونادانی انسان کا دشمن ہے (۱)

۱۶۔ جومسلمان کو دہوکہ وفریب دیتا ہو یااس سے دہوکہ وفریب کی رفتار رکھتا ہو، یا اس کو نقصان اور ضرر پہنچا تا ہو، وہ ہم میں سے نہیں ہے (۲)

۱۷۔ دوسروں کے گناہ تجھے مغرور نہ کردیں یا تجھے اس طریقہ سے راضی نہ کر دیں کہ اپنے اعمال کے انجام کو فراموش کر بیٹھو. وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کر رکھی ہیں اس میں سے لوگوں کو بخشنے اور ان کے اچھے کاموں کے انجام دینے سے غافل نہ ہونا. لوگوں کو رحمت خدا سے مایوس نہ ہونے دینا جبکہ تمھاری حالت خود یہ ہے کہ رحمت خدا کے اُمیدوار ہو (۳)

۱۸۔ تمھاری جانیں (سعادت اور شقاوت کے لحاظ سے) تمھارے اعمال کے ماتحت ہیں پس طلب مغفرت کے ساتھ، اپنے ایسے پروگرام (آئندہ اور گذشتہ کی تلافی کے لئے) بناؤ کہ (بدبختیوں سے) آزاد کردیں (۴)

۱۹۔ جو کسی کی تقریر کو سنے گا اس نے اس کی عبادت کی ہے، اگر وہ ترجمان خدا کی طرف سے (جو اللہ کی کی رضایت میں ہو) ہو تو اُس نے اللہ کی عبادت کی ہے ۔ اور اگر (جو اس نے کہا) ابلیس کی طرف سے ہو تو سننے والے نے ابلیس

۱۔ برقی، احمد بن محمد بن خالد، المحاسن، ج ۱، ص ۱۹۴ ح ۱۲

۲۔ داؤد بن سلیمان غازی، مسند الرضاؑ، ص ۱۲

۳۔ ایضاً، ص ۹۵ ، ح ۱۳

۴۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ، ج ۱، ص ۵۹۸، احادیث ۱ سے ۱۸ تک امام رضا علیہ السلام سے اور اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہیں

کی عبادت کی ہے(۱)

۲۰۔ ہمارے(ہم اہل بیت کے) مخالفوں نے ہمارے فضائل کے قالب میں روایات جعل کی ہیں. ان جعلی روایات کی ساخت وساز تین حصوں میں تقسیم کی جاسکتی ہے:

۱) ایسی خبریں کہ جس میں ہمارے بارے میں غلواور زیادہ روی کا اظہار کیا گیا

۲) ایسی احادیث کہ جن میں ہماری اصلی شان وشوکت کو گھٹایا گیا ہے

۳) ایسی روایتیں جن میں صریحا(ہماری زبان سے) ہمارے مخالفوں پر تہمت اورافترا پردازی کی ہے اور سخن ناروا اور زشت کہا گیا ہے(۲)

۲۱۔ جو صبر و بردباری نہیں کرتا اس کا ایمان نہیں(۳)

۲۲۔ علی علیہ السلام تمام مومنین کے امام اور اُن کے لئے مثال ہیں(۴)

۲۳۔ جو متشابھات قرآن مجید کو(اصل) حقیقت اور باطن محکم قرآن کے

۱۔ایضاً، ج۱،ص۶۱۴ ملاحظہ فرمائیں کلینی ، محمد بن یعقوب، الفروع من الکافی ج۶،ص۴۳۴؛ ابن شعبہ،حسن بن علی،تحف العقول،ص۴۵۶ (امام جوادؑ سے منقول)

۲۔ابن بابویہ،محمد بن علی،عیون اخبار الرضاؑ، ج۱،ص۶۱۴

۳۔علی بن موسی الرضاؑ، امام ہشتم،صحیفہ الرضاؑ،ص۲۵۴،ح۱۷۸، صنعانی،عبدالرزاق، المصنف ،ج۱۱،ص۴۶۹،ح۲۱۰۳۱ (عکرمہ نے امام علیؑ سے نقل کیا)

۴۔....ابوجعفر محمد بن علی عن ابیہ علی بن موسی الرضا،عن ابیہ موسی بن جعفر علیہ السلام قال حدثنی الاجلح الکندی عن ابن بریدہ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال؛ علی امام کل مومن بعدی'' ابن بابویہ،محمد بن علی،عیون اخبار الرضا، ج۱،ص۵۷۳.

ساتھ ارجاع دے وہ صراط مستقیم کی جانب ہدایت پا چکا۔ ہمارا کلام اور اخبار بھی قرآن مجید کی مانند ہے بس ہمارے کلام کے متشابہات کو (اصول حقائق و باطن) اس کے محکم کی طرف لوٹا دیں اور ایسا نہ کریں کہ محکمات کی طرف توجہ دیئے بغیر ان متشابہات کی پیروی کریں تو گمراہ ہو جائیں گے (۱) دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے

۲۴۔ والدین کے ساتھ نیکی کرنا واجب ہے، چاہے وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں جب وہ معصیت خداوند کی جانب دعوت دیں تو ہرگز اُن کی اطاعت نہ کریں (۲)

۲۵۔ بغیر وجہ، نماز کو اول وقت سے تاخیر نہ ہونے دیں (۳)

۲۶۔ ضعفاء اور حاجت مندوں کی مدد کرنا بہترین صدقات میں سے ہے (۴)

۲۷۔ لوگ کھانے پینے میں میانہ روی برتیں تو بدن سالم اور پائیدار رہیں گے (۵)

۲۸۔ کنجوسی، دراز آرزوئیں، حرص کا غالب آنا، ترک صلہ رحم اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا، مال کی جمع آوری کے اسباب ہیں (مال سے صحیح استفادہ نہ کرنا) (۶)

۱۔ ایضاً، ص ۵۸۹

۲۔ ایضاً، ج ۲، ص ۲۷۰

۳۔ نوری طبرسی، میرزا حسن، مستدرک الوسائل، ج ۳، ص ۱۰۱، ح ۳۱۲۳/۲

۴۔ ابن شعبہ حرانی، تحف العقول، ص ۲۴۶، کلینی نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے (الفروع من الکافی، ج ۵، ص ۵۵)

۵۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج ۶۳، ص ۳۳۴

۶۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، الخصال، ص ۲۸۲، ح ۲۹۔

۲۹۔ جو آدمی ایک سال (جو احتیاج ہو) کی غذا کا ذخیرہ کر لے تو وہ آسودہ خاطر رہے گا (۱)

۳۰۔ کسب معاش کی راہ میں، کوششیں ترک نہ کریں (۲)

۳۱۔ وہ جو اپنے اہل وعیال کی حاجات کو پورا کرنے کے لئے روزی اور فضل خدا کی جستجو میں رہتا ہے ، اُس کا اَجر اُس سے بھی بزرگ تر ہے جو راہ خدا میں جہاد کر رہا ہو (۳)

۳۲۔ جو گھر میں غذا کھاتا ہے تو باقی رہنے والی غذا کو دُور نہ پھینکے لیکن اگر صحراہ میں غذا کھائے تو اضافی غذا کو پرندوں اور حیوانات کے لئے چھوڑ دیں(۴)

۳۳۔ مومن (کی علامتوں میں سے) وہ ہے کہ نیک کردار اور حسن رفتار سے خوشحال اور مطمئن رہے اور اللہ سے پیشتر توفیق اور احسان کا طالب رہے اگر اُس کے افعال میں بدنظمی پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے درگذر کی تمنا کرے(۵) (ایسا منصوبہ ترتیب دے کہ تکرار سے رک جائے اور اور اپنی توانائی سے اس کی

۱۔حمیری، عبداللہ، قرب الاسناد، ص۳۹۲، ح۱۳۷۳

۲۔ایضاً، ص۳۷۲، ح۱۳۲۶

۳۔کلینی، محمد بن یعقوب، الفروع من الکافی، ج۵، ص۸۸

۴۔ برقی، احمد بن محمد بن خالد، المحاسن، ج۲، ص۴۴۵

۵۔ابن بابویہ، محمد بن علی عیون اخبار الرضا، ج۲، ص۴

تلافی کرے)

۳۴ ۔دعا اور مناجات سے تھک نہ جانا کیونکہ دُعا اللہ کے نزدیک بہت بلند مقام اور جگہ رکھتی ہے؛ سچائی اور صداقت، کسب رزق حلال اور اقرباء کے ساتھ میل جول رکھیں، رشتے داروں، دوستوں اور قرابت داروں کے ساتھ نیکی کریں لوگوں کے راز فاش کرنے اور بے حرمتی کرنے سے دُور رہیں (۱)

۳۵ ۔نماز صبح کی تعقیبات ِنماز کے بعد ہر ایک کے لئے مناسب ہے کہ قرآن مجید کی پچاس آیات کی تلاوت کرے (۲)

۳۶ ۔مومن (وہ ہے) غضب و غصہ کی حالت میں حق ومحبت کی راہ سے خارج نہ ہو. رضایت وخوشنودی اُس کے لئے سبب نہ بن سکے کہ باطل کی طرف رجحان رکھے اور قدرت وتوانائی رکھنے کے باوجود اپنے حق سے زیادہ نہیں لیتا (۳)

---

۱ ۔ حمیری، عبداللہ، قرب الاسناد، ص۳۸۶ ح ۱۳۵۱۵۸ (امام باقر سے منقول)

۲۔طوسی، محمد بن حسن، تہذیب الاحکام، ج ۲، ص ۱۳۸، ح ۳۰۵

۳۔مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار، ج ۷۵، ص۳۵۲ امام باقر سے منقول (ایضاً، ج ۶۸، ص ۳۵۹) انس بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا (طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الصغیر، ج ۱، ص ۶۱) کلینی نے امام صادقؑ سے نقل کیا (الاصول من الکافی، ج ۲، ص ۲۳۳) شیخ مفید نے فاطمہ بنت الحسین سے نقل کیا اور اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (الاختصاص، ص ۲۳۳) نقل کیا ہے

۳۷ ۔ اللہ تعالیٰ نے قدرت مندوں کو مکلّف کیا ہے کہ بیماروں، ضعیفوں، مصائب میں مبتلا لوگوں سے غافل نہ رہیں اور اپنی قدرت کے مطابق اُن کی مدد کریں (۱)

۳۸ ۔ ہر ایک کے ساتھ نیکی سے پیش آئیں (۲)

۳۹ ۔ چند ایسی چیزیں ہیں اگر اُن کے ساتھ حقیقت نہ ہو تو اس نے اِن کا مذاق اُڑایا:۔

ا۔ کوئی زبان سے استغفار تو کرے لیکن اُس کا دل گناہوں پر پشیمان نہ ہو۔

ب۔ کوئی توفیق کا طالب تو ہو لیکن اُس کے لئے کوشش نہ کرے۔

ج۔ کوئی عزم وارادہ تو رکھتا ہو لیکن اُس کے عواقب اور نتیجہ پر نگاہ نہ رکھے۔

د۔ جو اللہ سے بہشت تو مانگے لیکن مشکلات میں صبر نہ کرے ۔ جو آتش دوزخ سے اللہ کی پناہ تو مانگے لیکن ہوس پرستی کو ترک نہ کرے۔

ر۔ جو اللہ کا ذکر تو کرے مگر اس کے دیدار کا شوق نہ رکھتا ہو..... اس طرح کے افراد اپنے آپ کو استہزاء میں جکڑے ہوئے ہیں (۳)

۴۰۔ جو سہولتیں رکھتا ہو اُس پر واجب ہے اپنے اہل وعیال کی زندگی کو وسعت دے (۴)

ا۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، علل الشرائع، ج ۲، ص ۳۶۹

۲۔ مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار، ج ۱۷، ص ۲۲۶۔۲۲۷

۳۔ کراجکی، ابوالفتح محمد بن علی، کنزالفوائد، ص ۱۵۲۔۱۵۳

۴۔ ابن شعبہ، حسن بن علی، تحف العقول، ص ۴۴۲

ماخذ

.قرآن کریم
.ابن ابی الدنیا ، عبدالله بن محمد ، کتاب الا خوان ، تحقیق محمد عبدالرحمن طوالبة باشراف نجم عبد الرحمن خلف، دار الاعتصام.
. ـــــــ ، کتاب العقل و فضله ، تحقیق لطفی محمدالصغیر دارالراية ،الرياض،۱۴۰۹ ه ق.
. ابن اثیر ، مجدالدین مبارک بن محمد، تتمة جامع الا صو ل من احادیث الرسول، دارالفکر،بیروت، ۱۴۱۲ ه ق
.ابن بابویه(شیخ صدوق)،محمد بن علی،التوحید،تحقیق سید

حاشم حسینی طهرانی، جماعة المدرسین ، قم ، ۱۳۸۷ ه ق

. ـــ الخصال ، تحقیق ؛ علی اکبر غفاری ، جماعةالمدرسین فی الحوزة العلمیة، قم ، بی تا

. ـــ عیون اخبارالرضا علیه السلام ، ترجمه علی اکبرغفاری و حمید رضا مستفید ،نشر صدوق ،تهران ، ۱۳۷۲ ه ش

. ـــ علل الشرائع ، المکتبة الحیدریة ، نجف اشرف ، ۱۳۸۶ه ق / ۱۹۶۶ م

. ـــ فقیه من لا یحضره الفقیه، تحقیق ؛ علی اکبر غفاری جامعةالمدرسین ،قم۱۴۰۴ ه ق

. ابن حبان بستی ، محمد ،کتاب الثقات. دارالفکر ،بیروت ، ۱۳۹۳ ه ق

. ابن حجر عسقلانی ، احمد بن علی ، تهذیب التهذیب ، دارالفکر،۱۴۰۴ه ق

. ـــ فتح الباری شرح صحیح بخاری ، به کوشش عبد العزیز بن عبد الله و محمد فؤاد عبد الباقی ، دارالکتب العلمیة ، بیروت ، بی تا

. ابن حجر هیتمی،احمد بن محمد ،الجوهر المنظم فی زیارة القبرالشریف النبوی المکرم ،به کوشش م .ز. م .عزب، مکتبة مدیولی ، قاهره ،۲۰۰۰م

. ابن حوقل ، محمد ، سفر نامه ابن حوقل (ایران در صورة الارض) ترجمه و توضیح جعفر شعار ، امیر کبیر، تهران ، ۱۳۶۶ ه ش

. ابن رستم طبری ، محمد بن جریر ، المسترشد فی الامامیة تحقیق ؛ احمد محمودی ، مؤسسة ؛ الثقافة الاسلامیة لکو شانبور ،قم ،بی تا

. ابن شعبه (حرّانی) ، حسن بن علی ، تحف العقول عن آل الرسول .تحقیق؛ علی اکبر غفاری ، مؤسسة النشر الاسلامی لجماعة المدرسین ،۱۳۶۳ ه ش / ۱۴۰۴ ه ق

.ابن شهر آشوب، محمد بن علی ،مناقب آل ابی طالب ،مطبعة الحیدریة ،نجف اشرف ،۱۳۷۶ ه ق / ۱۹۵۶ م

. ابن صباغ مالکی ، علی بن محمد ،الفصول المهمة فی معرفة الائمة ،تحقیق ؛ سید جعفر حسینی ،المجمع العالمی لاهل البیت

علیهم السلام ،قم ۱۳۸۵ ه ش / ۱۴۲۷ ه ق

.ابن طلحه، ابو سالم کمال الدین محمد ،مطالب السئوول فی مناقب آل الرسول ، مؤ سسة البلاغ ، بیروت ، ۱۴۱۹ ه ق / ۱۹۹۹ م

.ابن عامر شبراوی،عبد الله بن محمد، الاتحاف بحب الاشراف منشورات الرضی ،قم ،۱۳۶۳ ه ش

. ابن عدی جرجانی ، ابو احمد عبد الله ، الکامل فی ضعفاء الرجال ،تحقیق سهیل زکار، دارالفکر ، بیروت ،۱۴۰۹ ه ق

.ابن نجار بغدادی، محمد بن محمود،ذیل تاریخ بغداد، تحقیق مصطفی عبد القادر عطاء ، دارا لکتب العلمیه ،۱۴۱۷ ه ق/ ۱۹۹۷ م

. ابو نعیم اصبهانی ، احمد بن عبد الله ، ذکر اخبار اصبهان، بریل ، ۱۹۳۴ م

. ابن حنبل ، احمدِ مسند الامام احمد بن حنبل ، دار صادر، بیروت بی تا .

. آلوسی، محمود بن عبد الله ،روح المعانی فی تفسیر القرآن

العظیم و السبح المثانی ، دارا لاحیاء التراث العربی ، بیروت ، بی تا .
.باغستانی، اسماعیل ،حاکم نیشا بوری ،دانشنامه جهان اسلام ج۱۲ تهران،۱۳۷۸ ه ش .
. بدیع ، منتجب الدین (اتابک جوینی)عتبة الکتبة(مجموعه مراسلات دیوان سلطان سنجر) تصحیح : محمد قزوینی و اقبال آشتیانی ،اساطیر ،تهران ،۱۳۴۸ ه ش
. برقی،احمد بن محمد بن خالد ،المحاسن ،تحقیق ؛سید جلال الدین حسینی ،دارالکتب الاسلامیه ،بی تا
. پاکتچی ، احمد ابو حنیفه ، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی ج۵، تهران ،۱۳۷۲ه ش
.جزیری،عبد الرحمن،الفقیه علی المذاهب الاربعة دارالاحیاء التراث العربی ،بیروت ۱۹۸۶ م
. جصاص ، احمد بن علی ، احکام القرآن ،دارالکتب العلمیه بیروت ۱۴۱۵ ه ق
. جعفریان ، رسول ، شماری از زائران سنی امام رضا علیه

السلام تا قرن ششم،زائر شماره ۵۵،۵۶، سال پنجم۱۳۷۸ه‌ش
.جهان بین نستوه، ثقفی ، محمد ،دانشنامه جهان اسلام . ج ۹
تهران ۱۳۸۴ه ش
. جوینی خراسانی ، ابراهیم بن سعد الدین محمد ، فرائد السمطین فی فضائل المرتضی و البتول و السبطین و الائمة من ذریّتهم علیهم السلام ،تحقیق؛ محمد باقر محمودی ،مؤسسة المحمودی للطباعة و النشر ،بیروت، ۱۴۰۰ ه ق / ۱۹۸۰ م
.حاکم نیشا بوری ،محمد بن عبد الله ،تاریخ نیشا بور،ترجمه محمد بن حسین،خلیفه نیشابوری ، تصحیح محمد رضاشفیعی کد کنی آگه ،تهران ،۱۳۷۵ ه ش
. حدود العالم من المشرق الی المغرب، تعلیقات مینو رسکی ترجمه میر حسین شاه ،تصحیح میراحمدی وورهرام، دانشگاه الزهرا،تهران . ۱۳۷۲ ه ش
. حسینی، سید شهاب الدین ، اتحاد و انسجام اسلامی در احادیث مشترک میان اهل سنت و شیعه، ترجمه محمد تقدمی صابری،بنیاد پژوهش های اسلامی ،مشهد ۱۳۸۶ ه ش

. ـــــ الوحده الاسلامية فى الاحاديث المشتركة بين السنة والشيعةاشراف محمدعلى التسخيرى،المجمع العالمى للتقريب بين المذاهب الاسلامية ،تهران ۱۴۲۷ ه ق / ۲۰۰۶ م

. حسينى، على بن ناصر ، اخبار الدولةالسلجوقية،به كوشش محمد اقبال، دارالافاق الجديده،بيروت،۱۴۰۴ه ق/۱۹۸۴ م

. حكيمى، محمد،فراز هائى از سخنان امام رضا عليه السلام دفتراول تا سوم،بنياد پژوهشهاى اسلامى،۱۳۸۷ .۱۳۸۸ ه ش

.حكيمى ، امير مهدى ،سيره امام رضا عليه السلام ،دفتر نشر فرهنگ اسلامى ،تهران ،۱۳۸۲ ه ش

. حميرى، عبد الله ، قرب الاسناد ،مؤسسه آل البيت لا حياء التراث،قم ۱۴۱۳ه ق

.خطيب بغدادى، احمد ، تاريخ بغداد(مدينةالسلام)، تحقيق؛ مصطفى عبد القادر عطا،دارالكتب العلميه،۱۴۱۷ ه ق

. خواند مير ،غياث الدين بن همام الدين حسينى، تاريخ حبيب السير فى اخبارافراد البشر ،تصحيح محمد دبيرسياقى كتابفروشى خيام،تهران، ۱۳۵۳ ه ش

.داؤد بن سلیمان غازی ، مسند الرضا علیه السلام ، تحقیق محمد جواد حسینی جلالی،مکتب الاعلام الاسلامی،مرکزالنشر قم ، ۱۳۷٦ ہ ش / ۱۴۱۸ ہ ق

.ذهبی، محمد بن احمد ، سیر اعلام النبلاء ، تحقیق شعیب الارنؤوط وحسین الاسد،مؤسسه الرسالة، بیروت،۱۴۱۳ ہ ق

.رامهر مزی ، حسن بن عبد الرحمن ، المحدث الفاصل بین الراوی والواعی،تحقیق؛محمد عجاج الخطیب،دارالفکر بیروت ۱۴۰۴ ہ ق

.رضا زاده شفار ودی ،معصومه ،حدود العالم،دانشنامه جهان اسلام ،ج ۱۲ ،تهران ۱۳۸۷ ہ ش

.رفیعی،علی ،ابن حبّان،دائرة المعارف بزرگ اسلامی، ج۳ تهران ،۱۳۷۴ ہ ش

. ـــــابن راهویه،دائرة المعارف بزرگ اسلامی ،ج۳، تهران ۱۳۷۴ ہ ش

. سازمان اوقاف و امور خیریه ،مجموعه مقالات هم اندیشی زیارت ، مشعر ،قم ۱۳۸۷ ہ ش

.سبکی ، عبد الوهاب ، طبقات الشافیة الکبری ، دارا لاحیاء الکتب العربیه،قاهره،بی تا

.سمهودی ، علی ، وفا الوفا باخبار دارالمصطفی، دارالکتب العلمیه ،بیروت ،۱۴۱۵ ه ق

.سمیعی،احمد، بیهقی،دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، ج۱۳ تهران ،۱۳۸۳ ه ش

. سنائی غزنوی ، ابو المجدمجدود بن آدم ،دیوان ، به اهتمام محمد تقی مدر س رضوی، سنائی ،تهران ،بهار۱۳۸۵ ه ش

.سیوطی،جلال الدین عبد الرحمن،الجامع الصغیرفی احادیث البشیرالنذیر،دارالفکر ،بیروت ، ۱۴۰۱ه ق

.شعار،جعفر، ابن حوقل،دائرةالمعارف بزرگ اسلامی ، ج۳ تهران،۱۳۷۴ه ش

.شهید اول،،محمد بن مکی عاملی .الدروس الشرعیةفی فقه الامامیة،مؤسسه النشر الاسلامی ،بی جا ،بی تا

.صالحی ،محمد ودیگران،سیره امام رضا علیه السلام، دارالهدی قم ۱۳۸۴ ه ش

. صفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک ،الوافی بالوفیات،به کوشش رمزی بعلبکی، ۱۴۱۱ ق / ۱۹۹۱ م

. صنعانی،(ابو بکر) عبد الرزاق بن همام ،المصنف،تحقیق؛ حبیب الرحمن الاعظمی المجلس العلمی ،بی تا

.طبرانی ، سلیمان بن احمد ،المعجم الاوسط ،تحقیق ؛ ابراهیم الحسینی ،دارالحرمین ، بی تا

. المعجم الصغیر ،دارالکتب العلمیه ،بیروت ،بی تا

. کتاب الدعاء، تحقیق؛ مصطفی عبدالقادر عطا ، دارالکتب العلمیه، بیروت ۱۴۱۳ ق

. طبرسی ، علی (ابو الفضل) مشکاة الانوار فی غررالاخبار ، تحقیق؛ مهدی هوشمند ،المکتبة الحید ریة ،نجف، ۱۳۸۵ ق ۱۹۶۵ م

.طبری ، محمد بن جریر ، تاریخ الامم و الملوک، (تارخ طبری) تحقیق ؛ نخبة من العلماء الاجلاء ، مؤسسة الاعلمی، بیروت ،بی تا

. طبسی ،محمد بن محسن .حدیث سلسلةالذهب از دید گاه

اهل سنت ،دلیل ما ،قم ، پاییز ۱۳۸۸ ہ ش

. ـــــــ امام رضا علیه السلام به روایات اهل سنت دلیل ما قم پاییز ۱۳۸۸ ہ ش

. طوسی ، محمد بن حسن، الامالی ، تحقیق؛ مؤسسة البعثه دار الثقافة،قم ۱۴۱۴ ہ ق

. ـــــــ تهذیب الاحکام ، تحقیق ؛ سید حسن خرسان، تصحیح محمد آخوندی،دار الکتب الاسلامیه ۱۳۶۵ ہ ش

. عابدی،احمد، فلسفه زیارت (شرح و تحقیق رساله " زیارة القبور امام فخر الدین رازی") انتشارات زائر،قم ، ۱۳۷۶ ہ ش

.عطار دی، عزیز الله ،مسند الامام الرضا علیه السلام المؤتمر العالمی للامام الرضا علیه السلام ،۱۴۰۶ ہ ق

. عطائی،محمد رضا،امام رضا علیه السلام در آثار دانشمندان اهلسنت، آستان قدس رضوی،به نشر ، ۱۳۸۸ ہ ش

. علی بن موسی الرضا ، امام هشتم علیه السلام ، صحیفه الامام الرضا علیه السلام، تحقیق؛مؤسسة الامام المهدی(عج)، باشراف السید الابطحی،قم ۱۴۰۸ ہ ق / ۱۳۶۶ ہ ش

. فضل الله بن روز بهان خنجی ،مهمان نامه بخارا،به اهتمام منو چهر ستوده ، شرکت انتشارات علمی فرهنگی ، تهران ۱۳۸۴ه ش

. ———— وسیلة الخادم الی المخدوم در صلوات چهارده معصوم ،به کوشش رسول جعفریان ،کتاب خانه عمومی آیة الله مرعشی نجفی ،قم ،۱۳۷۲ ه ش

. فضل بن شاذان،الایضاح،تحقیق؛ سید جلال الدین حسینی ارموی،بی نا ،بی جا ، بی تا

. کراجکی ، ابو الفتح محمد بن علی ، کنز الفوائد، مکتبة المصطفوی،قم ۱۴۱۰ه ق

. کلاویخو، گونزالس، سفر نامه کلاویخو ، ترجمه مسعو د رجب نیا ،انتشارات علمی و فرهنگی تهران ،۱۳۶۶ ه ش

. کلینی،محمد بن یعقوب، الروضة من الکافی ،تحقیق ؛علی اکبر غفاری ،دارالکتب الاسلامیة، ۱۳۶۲ ه ق

. الاصول من الکافی ،تحقیق ؛ علی اکبر غفاری،دارالکتب الاسلامیة ،۱۳۶۷ ه ق

. ـــــ الفروع من الكافی،تحقیق ؛ علی اکبر غفاری ،دارالکتب الاسلامیة،۱۳۶۷ ه ق

. لسانی فشارکی، محمدعلی، تفرقه(۱)،دانشنامه جهان اسلام ج ۷ ،تهران ،۱۳۸۲ ه ش

.جماعت (۱)،دانشنامه جهان اسلام، ج ۱۰ ،تهران،۱۳۸۵ه ش

. مجلسی ، محمد باقر، بحار الانوار الجامعة لدرر اخبار الائمةالاطهار،مؤسسةالوفاء،بیروت، ۱۴۰۳/۱۹۸۳ م

.محسنی، محمد آصف، تقریب مذاهب از نظر تا عمل ،نشر ادیان ،قم ، ۱۳۸۷ ه ش

. مدرسی تبریزی ، محمد علی ، ریحانة الادب در شرح احوال و آثار علماء ، عرفا ،فقها،فلاسفه ، شعرا و خطاطین،خیام تهران،۱۳۷۴ ه ش

. مستوفی ، حمد الله،نزهة القلوب،به کوشش سید محمد دبیر سیاقی،حدیث امروز،قزوین ، ۱۳۸۱ ه ش

.مغنیه، محمد جواد،الفقه علی المذاهب الخمسة،بی تا ،بی جا ،۱۹۸۲ م

. مفید ، محمد بن نعمان ، الاختصاص ، تحقیق ؛علی اکبر غفاری ،جماعة المدرسین فی الحوزة العلمیة، قم ،بی تا

.مقدسی ، محمد بن احمد،احسن التقاسیم فیمعرفةالاقالیم، ترجمه علی نقی منزوی،شرکت مؤلفان و مترجمان ایران ۱۳۶۱ ه ش

.منزوی علی نقی،احسن التقاسیم فی معرفةالاقالیم ، دائرة المعارف بزرگ اسلامی ج۲ ،تهران، ۱۳۷۴ ه ش

. میر خواند ، محمد بن خاوند شاه بن محمود ، تاریخ روضة الصفا فی سیرة الانبیاء و الملوک و الخلفاء، تصحیح: جمشید کیان فر ،اساطیر، تهران. ۱۳۸۰ ه ش

.ناجی ، محمد رضا ، امام رضا علیه السلام ،دفتر پژوهشها ی فرهنگی ،تهران ،۱۳۸۷ ه ش

. ـــــ تاریخ و تمدن اسلامی در قلمرو سامانیان ،مجمع علمی تمدن ،تاریخ و فرهنگ سامانیان ،بی جا ۱۳۷۸ ه ش

. نسائی ،احمد بن شعیب ،سنن، با شرح جلا ل الدین سیوطی دارالفکر ، بیروت ،۱۳۴۸ه ق ، ۱۹۳۰ م

.نوری طبرسی،میرزا حسین ،مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل .مؤسسة آل البیت لاحیاء التراث ،۱۴۰۸ ه ق

.هاشمی شافعی، سید محمد طاهر ،مناقب اهل بیت علیهم السلام از دید گاه اهل سنت،به اهتمام سید ناصرحسینی میبدی بنیاد پژوهشهای اسلامی ،آستان قدس رضوی ،مشهد ،۱۳۷۸ ه ش

.همائی ،جلال الدین ،غزالی نامه ،کتابفروشی فروغی ،تهران ۱۳۴۲ ه ش

. واعظ زاده خراسانی ، محمد ، راه های تقریب مذاهب و وحدت مسلمانان ، مطالعات اسلامی ، شماره ، ۶۰ ، تابستان ۱۳۸۲ ه ش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی اساس پر ہمیشہ تمام انسانوں کے درمیان ہیں اور رسالت کے پیام کو انسانیت تک پہنچایا ۔ اسی بنا پر تمام مسلمانوں کا وظیفہ ہے کہ ہمیشہ بالخصوص صبح وشام اور ہر کام کے آغاز اور انجام پر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعظیم وتکریم سے یاد رکھیں اور آنحضرتؐ کی سیرت اور سنت مرضیہ کو اُسوۃ حسنۃ کے عنوان سے پیروی کریں، اسکی بنیاد پر اپنی زندگی کا پروگرام بنائیں اور آنحضرتؐ کے فرمان کے آگے تسلیم رہے۔

اہل سنت کی نگاہوں میں کتاب ''زیارت آفتاب '' اہل سنت وجماعت کی امام رضا علیہ السلام کی محبت آمیز عقیدت و احترام کے ساتھ زیارت کو بیان کرتی ہے اس لئے کہ امام رضا علیہ السلام نے رسول اکرمؐ کی سنت وسیرت کو دوبارہ احیاء کیا تھا اسی دلیل پر اہل سنت، طیب و طاہر امام رضا علیہ السلام کی زیارت بجالاتے اور آپؑ سے توسل حاصل کرتے ہیں مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور اختلافات ایجاد کرنے کی کوشش تا کہ مسلمانوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے لیکن موجودہ کتاب تمام اسلامی مذاہب کی آئمہ اطہار واہل بیت طیب وطاہر رسول اللہؐ کی زیارت پر یکدلی ویکسوئی ویکجہتی کا پیغام ہے ۔